ATLAS LAW FIRM
EXPERIENCE. DEDICATION. RESULTS.
• PERSONAL INJURY
• CRIMINAL DEFENSE
• FAMILY LAW
• BUSINESS LAW
9885106759 | www.AtlasLawFirm.com

روزنامہ
وفادارِ ہندوستان
حیدرآباد
HINDUSTAN URDU DAILY
Hyderabad - TG
Editor In Chief : M.M. Ali Khan
R. N. I. No. 62210/95

ATLAS
BUILDERS & DEVELOPERS
RESIDENTIAL • COMMERCIAL • APARTMENTS • VILLAS
QUALITY CONSTRUCTION | RELIABLE SERVICE
8686341694 | www.AtlasBuilders.com

جلد(2) شمارہ (268) 02 نومبر 2026 ۱۴۴۷ھ قیمت(1روپے) صفحات(08) Monday 02 November 2026

توانائی کی تجارت، بنیادی ڈھانچے پر حملہ قیمتوں کو یرغمال بنانے کیلئے ایک حسابی اقدام: جے شنکر

الٰہ آباد۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ وزیر خارجہ ایس جے شنکر نے جمعہ (مقامی وقت) کو اس بات پر زور دیا کہ توانائی کی تجارت اور بنیادی ڈھانچے پر جان بوجھ کر حملے قیمتوں کو یرغمال بنانے کے لیے ایک حسابی حکمت عملی تھی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ عالمی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے فوجی حل کام نہیں کریں گے اور ان سے نمٹنے کے لیے سفارت کاری کو ایک موقع دیا جانا چاہیے۔ یہ تبصرے مغربی ایشیا میں جاری کشیدگی اور روس یوکرین جنگ کے درمیان سامنے آئے ہیں۔ وزیر خارجہ جے شنکر نے ایکس پر ایک پوسٹ میں بتایا کہ انہوں نے الٰہ آباد میں G20 وزرائے خارجہ کی میٹنگ کے مکمل اجلاس میں شرکت کی۔ وزیر نے اس بات پر بھی زور دیا کہ عالمی چیلنجوں کے پیش نظر، فوجی حل کام نہیں کریں گے اور سفارت کاری کو ایک موقع دیا جانا چاہیے۔ "دریں اثناء، جے شنکر نے بحری جہازوں پر حملوں کے معاملے پر بھی روشنی ڈالی اور جہاز رانی کی آزادی کو برقرار رکھنے اور بین الاقوامی قانون، خاص طور پر UNCLOS کے فریم ورک کے اندر حملوں کو روکنے کو یقینی بنانے کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ خبر رساں ایجنسی پی ٹی آئی کی خبر کے مطابق، فروری میں مغربی ایشیا میں امریکہ اور ایران کے درمیان جنگ شروع ہونے کے بعد سے کئی ہندوستانی جہاز سمندری مسافر اپنی جانیں گنوا چکے ہیں۔ وزیر خارجہ نے مزید روشنی ڈالی کہ سفارت عملی کے حساب سے دہشت گردی کے خطرات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ایک ایسی خطرے والی سرگرمی ہے جو مشق کرنے والوں کو بھی کاٹنے کے لیے واپس آئی ہے۔ وزیر نے ایک ایکس پوسٹ میں کہا کہ "اس بات پر روشنی ڈالی گئی کہ توانائی کی تجارت اور توانائی کے بنیادی ڈھانچے پر جان بوجھ کر حملے توانائی کی قیمتوں کو یرغمال بنانے کے لیے ایک حسابی حکمت عملی ہے۔" جے شنکر نے یہ بھی کہا کہ دنیا توانائی کے بحران کی طرف دیکھ رہی ہے پیداوار کے نہیں، بلکہ غیر متوقع اور رکاوٹ، ناقابل برداشت لاگت، اور رسائی کے چیلنجوں کی طرف۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ انہوں نے اس بات کی توثیق کی کہ ہندوستان کو "اپنی صاف ستھری کھانا پکانے کی ضروریات کے لیے قابل بھروسہ اور پیش قیاسی ایل پی جی سپلائی کی ضرورت ہے۔" جے شنکر نے کہا کہ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ایسا لگتا ہے کہ کم آمدنی والے ممالک کی حالت کا بہت کم خیال ہے۔ انہوں نے کہا کہ "جی 20 کو توانائی کی منڈیوں کو کھلا رکھنے اور پیشین گوئی کے قابل رکھنے کے لیے سمجھ اور قیادت دونوں کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ اسے فنانس اور ایڈوانس اسٹوریج، چھوٹے ماڈیولر ری ایکٹرز، گرین ہائیڈروجن اور بائیو فیول تک رسائی کو وسیع کرنا چاہیے۔



جیو کے 5G صارفین کی تعداد 30 کروڑ تک پہنچی

ممبئی، 31 اکتوبر، ایم این این۔ ریلائنس جیو کے 5G صارفین کی تعداد 30 کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ جیو پلیٹ فارمز کے فیرآڈیٹ شدہ سہ ماہی نتائج کے مطابق، جیو کے 5G صارفین کی تعداد میں گزشتہ 12 مہینوں میں 1 اکتوبر 2025 سے 30 ستمبر 2026 تک 6.6 کروڑ کا اضافہ ہوا ہے۔ کمپنی نے 3 کروڑ فکسڈ براڈ بینڈ سبسکرائبرز کو بھی عبور کر لیا ہے۔ جیو کے کل سبسکرائبر بیس بھی 2.54 کروڑ کے پار پہنچ گیا ہے۔ جیو



کے نیٹ ورک پر ڈیٹا کے استعمال میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ فی سبسکرائبر اوسط ماہانہ ڈیٹا کی کھپت 2.44 جی بی تک پہنچ گئی ہے۔ 5G اب کمپنی کے کل وائرلیس ڈیٹا ٹریفک کا تقریباً 56٪ بنتا ہے۔ ستمبر کی سہ ماہی میں، جیو کا کل ڈیٹا ٹریفک سال بہ سال 1.22٪ بڑھ کر 71 ایگزابائٹ ہو گیا۔ یہ اعداد و شمار جیو کے نیٹ ورک پر ڈیٹا کے بڑھتے ہوئے استعمال کی عکاسی کرتے ہیں۔ فکسڈ براڈ بینڈ اسپیس میں جیو ایئر فائبر کا کردار بھی مسلسل بڑھ رہا ہے۔ ایئر فائبر کے صارفین کی تعداد 1.15 ملین تک پہنچ گئی ہے۔ پچھلے سال کے دوران جیو کے نیٹ فکسڈ براڈ بینڈ سبسکرائبرز میں 75٪ سے زیادہ کا حصہ ایئر فائبر کا ہے۔ اس مدت کے دوران، جیو کے کل صارفین کی تعداد میں 6.3 کروڑ کا خالص اضافہ ہوا۔ ستمبر کی سہ ماہی میں 91 لاکھ صارفین کا اضافہ ہوا۔ صارفین کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ڈیجیٹل خدمات کی توسیع بھی کمپنی کی مالی کارکردگی کو ظاہر کرتی ہے۔ جیو پلیٹ فارم کی سہ ماہی مجموعی آمدنی 3.11 فیصد بڑھ کر 485.47 کروڑ روپے ہو گئی، اور EBITDA 6.16 فیصد بڑھ کر 879.21 کروڑ روپے ہو گئی۔ فی صارف اوسط ماہانہ آمدنی (ARPU) بھی بڑھ کر 8.218 کروڑ روپے ہو گئی۔ اس سے پہلے سہ ماہی نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے ریلائنس انڈسٹریز کے چیئرمین مکیش امبانی نے کہا کہ اس ہفتے ہندوستانی اسٹاک مارکیٹوں میں جیو کی ریکارڈ توڑ فہرست کے ساتھ ریلائنس کے ویلیو تخلیق کے سفر میں ایک تاریخی لمحہ تھا۔ 22 گنا سے زیادہ سبسکرپشن اور لسٹنگ کے بعد حصص کی قیمتوں میں مضبوط اضافے کے ساتھ، ایشو نے کئی عالمی معیارات قائم کیے ہیں۔ جیو پلیٹ فارم اب ہندوستان کی دوسری سب سے بڑی کمپنی ہے۔ یہ جیو کے مضبوط بنیادی اصولوں اور مستقبل میں اس کے واضح ترقی کے امکانات پر سرمایہ کاروں کے گہرے اعتماد کی عکاسی کرتا ہے۔ مجھے ایکویٹی انویسٹمنٹ مگیر کو دوبارہ ابھرتے ہوئے دیکھ کر فخر ہے جس کا آغاز ہمارے بانی چیئرمین نے 1977 میں ریلائنس کے آئی پی او کے دوران کیا تھا۔

آپریشن الماس کے تاریخی معرکہ کے سرفروش سرمچاروں کو ان کی قربانی اور بہادری پر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ میجر گھرام بلوچ

بلوچستان۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ بلوچستان لبریشن فرنٹ کے ترجمان میجر گہرام بلوچ نے میڈیا کو جاری کردہ بیان میں کہا ہے کہ تاریخ کے اس طلاطم خیز موڑ پر جب بھی بلوچستان کی سرزمین پر استعماری جبر اور قابض فوج کے خلاف اٹھنے والے مزاحمتی معرکوں کا تذکرہ کیا جائے گا تو گوادر اور ساحلی پٹی پر سرانجام پانے والے تاریخ ساز آپریشن الماس کے سرمچاروں کی خون سے لکھی جانے والی قربانی اور سوچ مندی ایک ایسی داستانِ حریت کے طور پر روشن رہے گا جس کی مثال ملنا محال ہے۔ یہ معرکہ ان 8 جری، بہادر اور سرفروش شہیدوں کی نظریاتی استقامت، فکری پختگی، عسکری مہارت اور لازوال قربانی کا ثمر ہے جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے قابض پاکستانی ریاست کے غرور اور اس کے عسکری تکبر کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اس شاندار کارروائی کا آغاز جنددستے سے ہوا جس نے دشمن کے مضبوط ترین دفاعی حصار کو یکسر تہس نہس کر کے رکھ دیا، جبکہ آپریشنل کمانڈر شہید خالد عرف زامر نے محاذِ جنگ پر فرنٹ لائن سے کمانڈ کرتے ہوئے دشمن کے ہر وار کو ناکام بنایا اور میدانِ جنگ کے تمام زمینی حقائق اور جنگی حالات سے مرکزی کمانڈ کو لمحہ بہ لمحہ باخبر رکھ کر اپنی عسکری بصیرت و قیادت کا عملی اظہار کیا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ اس فتح مندانہ معرکے کی فکری اساس اور تزویراتی بنیادیں بی ایل ایف کی انتہائی نڈر، گوریلا کمانڈر شہید باتھیں دیگ عرف الماس کی آٹھ سالہ طویل تنظیمی جدوجہد اور ان کی سینکڑ ان کمانڈ کی حیثیت سے نبھائی گئی مثالی قیادت پر استوار تھیں، جن کے نام سے اس پورے آپریشن کو منسوب کر کے بلوچ تاریخ میں خواتین کی انقلابی شمولیت اور ان کے عسکری کردار کے اعتراف و احترام کا ایک ناقابلِ فراموش باب رقم کیا گیا۔ دشت سے لے کر گوادر کے گنجان محاذوں تک ان کے ساتھ شانہ بشانہ لڑنے والے دیگر جری سپوتوں میں شہید کلیل عرف سہراب شامل ہیں جنہوں نے انتہائی دلیری کے ساتھ کیمپ کے اندر مضبوط دفاعی مورچہ سنبھال کر دشمن کو اس وقت تک گہرے گھاؤ لگاتا رہا جب تک اس کی گولیاں ختم نہ ہوئے، اور اپنے آخری گولی سے خود کو قربان کر کے امر ہو گیا۔ شہید ناصر علی عرف نوذان جنہوں نے اپنی خوش مزاجی، عسکری تکنیکی مہارت اور میڈیا سیل کے امور میں بے پناہ محنت کے ذریعے تنظیم کے ہر محاذ کو مستحکم کرنے میں کلیدی کردار نبھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کامیاب کارروائی کے دوران مکران کوہاو کے جری سپوت شہید برات عرف سفر جان نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دشمن کی پیش قدمی کو اس طرح روکا کہ ان کے تمام ساتھی اور دوست اس معرکے کے لیے محفوظ رہے جبکہ ڈھاڈر کے رہائشی شہید مجید زیب عرف آفتاب نے عسکری مہارت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے پوری رات تھرمل اسکوپ کے ذریعے دشمن کے ہر قدم پر کڑی نظر رکھ کر اس کے ناپاک کالموں کو خاک میں ملایا ہے۔ وڈھ بیز بیج ٹاؤن کوہ سے تعلق رکھنے والے شہید حمید اللہ عرف بادل نے شہری گوریلا جنگ سے لے کر سوب کے کیمپ کی سخت ترین تربیت اور مشن کی تیاریوں تک اپنی تمام صلاحیتوں کو تنظیم اور قومی آزادی کیلئے وقف کر کے آخری دم تک دشمن کے سامنے چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔ شہید مجاہد مہر عرف سگار زامرانی نے تاریخی آپریشن الماس کے دوران کیمپ کے مین گیٹ پر بارود سے لدی گاڑی کو فکرانگیز کر کے دشمن کا دفاعی حصار پاش پاش کیا اور فتح کا راستہ ہموار کر کے خود کو مادرِ وطن پر نچھاور کر دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان شہداء کی قربانیاں اس بات کا روشن ثبوت ہیں کہ بلوچ قوم کی جذبِ آزادی اور عزم ناقابلِ شکست ہے۔ بلوچستان لبریشن فرنٹ ان تمام درخشاں ستاروں جنددستہ مجاہد مہر عرف سگار زامرانی، آپریشنل کمانڈر شہید خالد عرف زامر، شہید باتھیں دیگ عرف الماس، شہید کلیل عرف سہراب، شہید ناصر علی عرف نوذان، شہید برات عرف سفر جان، شہید مجید زیب عرف آفتاب، اور شہید حمید اللہ عرف بادل کو عقیدت و احترام کے ساتھ سرخ سلام پیش کرتی ہے اور ان کے اس انقلابی راستے پر گامزن رہتے ہوئے بلوچستان کی مکمل آزادی کے حصول تک اپنی مسلح جدوجہد کو اسی شدت، وسعت اور تندہی کے ساتھ جاری رکھنے کا عہد دہراتی ہے۔

پولینڈ نے وزیراعظم ٹسک کے حالیہ دورہ بھارت کی کامیابی کو سراہا

الٹانٹا (امریکہ)، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ پولینڈ نے وزیراعظم ڈونلڈ ٹسک کے حالیہ دورہ نئی دہلی کو ایک شاندار کامیابی قرار دیتے ہوئے دونوں ممالک کے درمیان دوطرفہ تعاون اور اقتصادی ہم آہنگی کے ایک نئے مرحلے کا اشارہ دیا ہے۔ الٹانٹا میں جی-20 وزرائے خارجہ کے اجلاس کے موقع پر اپنی سفارتی مصروفیات کے دوران، پولینڈ اور بھارت سے متعلق پیش رفت کے بارے میں میڈیا کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے، پولینڈ کے نائب وزیراعظم اور وزیر خارجہ راڈوسلاو سیکورسکی نے کہا ہم وزیراعظم ڈونلڈ ٹسک کے دورہ بھارت کو انتہائی کامیاب سمجھتے ہیں اور ہم اس سے بہت خوش ہیں۔ بھارت اور یورپی یونین کے درمیان آزاد تجارتی معاہدے کے امکانات نے ہمیں حوصلہ دیا ہے۔ مذاکرات میں تیزی آئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ بھارت کے ساتھ یہ معاہدہ جلد نافذ العمل ہو جائے گا، جس سے دونوں فریقین کو باہمی فائدہ پہنچے گا۔" اسی مثبت پیش رفت کو آگے بڑھاتے ہوئے، پولینڈ کے وزیراعظم ڈونلڈ ٹسک نے 21 اکتوبر سے 23 اکتوبر تک بھارت کا سرکاری دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران، وزیراعظم ٹسک کے ہمراہ پولینڈ کے وزیر خزانہ و اقتصادیات آندریز ڈومانسکی اور تقریباً 100 کمپنیوں پر مشتمل ایک بڑا کاروباری وفد بھی موجود تھا۔ سفارتی اور تجارتی روڈ میپ کو وسعت دیتے ہوئے، ٹسک نے 22 اکتوبر کو نئی دہلی میں وزیراعظم نریندر مودی سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں "بھارت-پولینڈ اسٹریٹجک پارٹنرشپ" جسے اگست 2024 میں اس سطح تک بڑھایا گیا تھا) کا جائزہ لیا گیا، اور تجارت، سرمایہ کاری، دفاع، ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجیز، قابل تجدید توانائی، تعلیم اور ثقافت کے شعبوں میں تعاون پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ان اقتصادی تعلقات کو مزید مستحکم کرنے کے لیے، انہوں نے 22 اکتوبر کو نئی دہلی اور 23 اکتوبر کو بنگلور میں منعقدہ "بھارت-پولینڈ بزنس فورم" کے اجلاسوں میں شرکت کی، جن میں آئی ٹی (IT)، خلائی امور اور اقتصادی تعلقات پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی۔ اس دورے کا مقصد وزیراعظم نریندر مودی کے اگست 2024 میں پولینڈ کے دورے سے پیدا ہونے والی پیش رفت کو مزید آگے بڑھانا اور بھارت-یورپی یونین کے وسیع تر تعلقات کے تناظر میں باہمی تعلقات کو مزید گہرا کرنا تھا۔

برازیل اور بھارت کے تعلقات ایک نئے مرحلے کی جانب گامزن

نئی دہلی۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ بھارت میں برازیل کے سفیر کیناتھ لیملس ہینکوسکی دالوبر یگانے جمعہ کے روز دونوں ممالک کے درمیان بڑھتی ہوئی اسٹریٹجک اور اقتصادی شراکت داری پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ دوطرفہ تجارت کے جلد ہی 20 ارب امریکی ڈالر تک پہنچنے کی توقع ہے، جبکہ اہم معدنیات، دفاع تو توانائی، دواسازی اور مصنوعی ذہانت (آرٹیفیشل انٹیلی جنس) کے شعبوں میں تعاون کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ برازیل کے قومی دن کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے، سفیر نے کہا کہ دونوں ممالک اپنے سفارتی تعلقات کی 80 ویں سالگرہ کے موقع پر دو طرفہ روابط کے ایک نئے مرحلے میں داخل ہو رہے ہیں، جہاں سیاسی عزم اور بڑھتے ہوئے کاروباری تعلقات اس شراکت داری کو نئی تحریک فراہم کر رہے ہیں۔ انہوں نے دونوں ممالک کے درمیان بڑھتے ہوئے اقتصادی روابط پر زور دیتے ہوئے کہا کہ "سیاسی بصیرت اور کاروباری متحرک انداز مل کر برازیل اور بھارت کے تعلقات کو ایک نئی سطح پر لے جا رہے ہیں۔" بھارت کے برازیل کے پانچویں بڑے تجارتی شراکت دار کے طور پر ابھرنے کا ذکر کرتے ہوئے، سفیر نے بتایا کہ بھارت اور جنوبی امریکہ کے تجارتی معاہدے MERCOSUR کو وسعت دینے کے لیے ہونے والی بات چیت میں بھی ٹھوس پیش رفت ہوئی ہے۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ برازیل کی بڑی کمپنیاں بھارت میں اپنی موجودگی بڑھا رہی ہیں۔

چین میں جبری گمشدگیوں کا خوفناک نظام بے نقاب

غیر ملکی شہری، صحافی اور انسانی حقوق کے کارکن نشانے پر

بیجنگ۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ چین میں حکمران کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے جبری گمشدگیوں اور خفیہ حراست کے ایک وسیع نظام کے استعمال کے سنگین الزامات سامنے آئے ہیں۔ ایک نئی کتاب میں ان افراد کی دل دہلا دینے والی داستانیں بیان کی گئی ہیں جنہیں چینی سیکیورٹی اداروں نے گرفتار کر کے طویل عرصے تک نامعلوم مقامات پر رکھا، جہاں انہیں قانونی مدد اور اہل خانہ سے رابطے کی سہولت میسر نہیں تھی۔ چین میں اس نظام کو ریزیڈینشل سرویلنس ایٹ اے ڈیزگنیٹڈ لوکیشن (RSDL) کہا جاتا ہے۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کے مطابق یہ دراصل جبری گمشدگی کا ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے حکام افراد کو عام عدالتی نگرانی سے دور خفیہ مقامات پر قید کر سکتے ہیں۔ تازہ انکشافات کے مطابق اس نظام کا نشانہ صرف چینی شہری نہیں بلکہ امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، آسٹریلیا، جاپان اور دیگر ممالک کے شہری بھی بن چکے ہیں۔ حالیہ واقعات میں ایک چیک شہری کی حراست بھی شامل ہے، جس کے بارے میں الزام ہے کہ اسے چینی حکام نے ایک میمبر چینی جاسوس کی رہائی کے لیے چیک حکومت پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے گرفتار کیا۔ اسی طرح امریکی شہریوں، تائیوان معدنیات کے شعبے سے وابستہ دو جاپانی کاروباری شخصیات، ایک چینی صحافی اور متعدد وکلا و انسانی حقوق کے کارکنوں کی حراست کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں۔ نئی کتاب دی پیپلز ریپبلک آف دی ڈس اپیئرڈ کے تیسرے ایڈیشن میں متاثرین نے اپنی روداد خود بیان کی ہے۔ ان میں سابق کینیڈین سفارت کار مائیکل کوورگ، آسٹریلوی صحافی چینگ لی اور تائیوان کے انسانی حقوق کے کارکن لی منگ چے بھی شامل ہیں۔ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ بعض غیر ملکی شہریوں کی حراست کو بعینہٖ طور پر سفارتی دباؤ، تجارتی مذاکرات اور قیدیوں کے تبادلے میں سودے بازی کے لیے استعمال کیا گیا۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کا الزام ہے کہ چین میں ہزاروں نہیں بلکہ دسیوں ہزار افراد اس خفیہ حراستی نظام کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان کے مطابق متاثرین کو اکثر طویل عرصے تک نامعلوم مقامات پر رکھا جاتا ہے، جہاں انہیں وکیل تک رسائی نہیں دی جاتی اور بعض کیسز میں تشدد کے الزامات بھی سامنے آئے ہیں۔ کتاب کے مرتبین کا کہنا ہے کہ ان کا مقصد صرف متاثرہ افراد کی کہانیاں جمع کرنا نہیں بلکہ ان کے ذریعے چین کے اس نظام کو بے نقاب کرنا ہے جسے وہ ریاستی جبر کا ایک منظم ڈھانچہ قرار دیتے ہیں۔

بنگلہ دیش کو مہنگائی کے ایک اور شدید جھٹکے کا خطرہ، معاشی ماہرین نے خبردار کر دیا

ڈھاکہ۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ بنگلہ دیش کی معیشت کو مہنگائی کی ایک اور شدید لہر کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ معاشی ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ عالمی سطح پر تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں، زرعی پیداوار کی لاگت میں اضافے اور معاشی سرگرمیوں میں سست روی کے باعث آنے والے موسم سرما میں اشیائے ضروریہ مزید مہنگی ہو سکتی ہیں۔ ڈھاکہ میں غذائی تحفظ، غذائیت اور غربت میں کمی کے موضوع پر منعقدہ ایک مباحثے میں ماہرین نے کہا کہ ملک کو آنے والے مہینوں میں مزید مشکل معاشی حالات کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ماہرین کے مطابق فروری سے خام تیل کی قیمت تقریباً 70 سے 80 ڈالر فی بیرل سے بڑھ کر 115 ڈالر تک پہنچ چکی ہے۔ اس اضافے نے کھاد، زرعی ادویات اور دیگر پیداواری وسائل کی لاگت میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ بعض اندازوں کے مطابق زرعی پیداوار کی لاگت تقریباً دوگنی ہو چکی ہے۔ بنگلہ دیش میں روپے کی قدر (آشوکا) میں بھی کمزوری دیکھی گئی ہے۔

امریکی فوجی کیس میں دو چینی ایجنٹوں کو جیل بھیج دیا گیا

واشنگٹن، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ محکمہ انصاف نے کہا کہ امریکی فوجی اہلکاروں کو نشانہ بنانے کے خفیہ انٹیلی جنس کام کرنے والے دو چینی شہریوں میں سے ہر ایک کو 30 ماہ قید کی سزا سنائی گئی ہے۔ 40 سالہ لیرین لائی اور 39 سالہ یو آنس چن کو بھی امریکی اٹارنی جنرل کو مطلع کیے بغیر چین کی حکومت کے ایجنٹوں کے طور پر کام کرنے اور کام کرنے کی سازش کرنے پر تین سال کی نگرانی میں رہائی ملی۔ محکمے نے جمعہ کے روز کہا کہ یہ افراد چین کی وزارت برائے ریاستی سلامتی کی ہدایت پر کام کرتے تھے۔ ان کی سرگرمیوں میں خفیہ نقد ادائیگیوں کا بندوبست کرنا، فوجی تنصیبات اور اہلکاروں کے بارے میں معلومات اکٹھا کرنا اور امریکی فوج میں انٹیلی جنس ذرائع کو بھرتی کرنے کی کوششوں میں مدد کرنا شامل تھا۔ اسسٹنٹ اٹارنی جنرل برائے قومی سلامتی جان اے آئزن برگ نے کہا" لیرین لائی اور یو آنس چن نے ایک طویل عرصے سے چلنے والی اسکیم کے تحت کام کیا تاکہ چینی انٹیلی جنس آپریٹس اور امریکہ میں بھرتیوں کی مدد سے امریکی قومی سلامتی کو نقصان پہنچایا جا سکے۔ سزائیں دونوں مدعا علیہان کی جانب سے جرم کی درخواستوں کے بعد سنائی گئیں۔ لائی نے 12 دسمبر 2025 کو دونوں جرائم کا اعتراف کیا، جب کہ چن نے 20 فروری کو اعتراف جرم کیا۔ محکمے کے حوالے سے عدالتی دستاویزات کے مطابق، دونوں نے مئی 2021 کے بعد چینی انٹیلی جنس سروس کے ایجنٹ کے طور پر کام کرنا شروع کیا۔ لائی نے چن کو بھرتی کیا اور ابتدائی طور پر اس کے اور چینی انٹیلی جنس افسران کے درمیان ثالث کے طور پر کام کیا۔ محکمے نے کہا کہ بعد میں چن کو براہ راست ان افسران سے اسائنمنٹس موصول ہوئے۔ حکومت کی جانب سے سزا سنانے والے میمورنڈم میں جنوری 2022 میں تقریباً 10,000 ڈالر کی خفیہ ادائیگی کی تفصیل دی گئی تھی۔ چین میں رہتے ہوئے، مدعا علیہان نے ریاستہائے متحدہ میں لوگوں کے ساتھ ہم آہنگی کی تھی کہ وہ ایک بیگ جس میں رقم تھی وہ لیو رمور، کیلیفورنیا میں ایک تفریحی مرکز میں ایک لاکر میں چھوڑ دیں۔ محکمے نے اس انتظام کو ڈیڈ ڈراپ" کے طور پر بیان کیا، جس سے پیسے یا معلومات کو براہ راست ملاقات کے شرکاء کے بغیر ہاتھ بدلنے کی اجازت دی گئی۔ محکمے کے مطابق، 2022 کے آغاز سے، چن نے لائی اور چینی انٹیلی جنس افسران کی ہدایت پر امریکی فوجی تنصیبات اور اہلکاروں کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں۔

علاقائی سلامتی کے لیے علاقائی تعاون ضروری ہے: وزارتِ داخلہ

کابل۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ اسلامی امارت کی وزارت داخلہ، دہشت گردی کے خلاف جنگ میں افغانستان اور پڑوسی و علاقائی ممالک کے درمیان انٹیلی جنس اور سیکیورٹی تعاون کو ناگزیر سمجھتی ہے۔ وزارت کے ترجمان نے اس بات پر زور دیا کہ افغانستان اس سلسلے میں دیگر ممالک کے ساتھ تعاون کر رہا ہے، اور وقتاً فوقتاً مشترکہ اجلاس اور باہمی رابطہ کاری کا عمل جاری رہتا ہے۔ وزارت داخلہ کے ترجمان عبدالمتین قانع نے کہا: "خطے کو سلامتی کی ضرورت ہے، اور سلامتی کو یکطرفہ طور پر یقینی نہیں بنایا جا سکتا۔ افغانستان اور علاقائی ممالک کے درمیان تعاون ہونا چاہیے۔ ہم نے اس شعبے میں تعاون کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ ہم نے سلامتی کو یقینی بنانے اور دہشت گردی سے نمٹنے کی اپنی ذمہ داری پوری کی ہے۔" اسلامی امارت کی جانب سے افغانستان اور علاقائی ممالک کے درمیان تعاون پر یہ زور ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب روس کے وزیر خارجہ نے افغانستان سے متعلق ماسکو فارمیٹ کے آٹھویں مشاورتی اجلاس میں کہا کہ اسلامی امارت کی انسداد دہشت گردی کی صلاحیتوں کو مضبوط بنانے میں مدد کرنا اور انٹیلی جنس و عسکری اداروں کے درمیان رابطے برقرار رکھنا، خطے کے تمام ممالک کے مفاد میں ہے۔ یونیورسٹی لیکچرار نجیب اللہ بہادر نے کہا کہ علاقائی ممالک کو یہ احساس ہو گیا ہے کہ خطے میں سلامتی کو نقصان پہنچانے کی کوششوں کا مقابلہ کرنے کے لیے، انہیں موجودہ حکومت کے ساتھ تعاون کرنا ہوگا۔ اس مسئلے پر تمام علاقائی ممالک کا نقطہ نظر یکساں ہے۔" اگرچہ علاقائی ممالک نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اسلامی امارت کے ساتھ عملی سیکیورٹی تعاون کی ضرورت پر زور دیا ہے، تاہم امریکی محکمہ خارجہ کے انسداد دہشت گردی امور کے کوآرڈینیٹر نے اس سے قبل کہا تھا کہ واشنگٹن نے حساس سیکیورٹی معلومات پر موجودہ افغان حکومت کے ساتھ صرف منتخب بنیادوں پر اور اپنے قومی مفادات کے پیش نظر ابلاغ رکھا ہے۔

خیبر پختونخوا میں جے یو آئی (ف) کے سربراہ کی اراضی کے خصوصی آڈٹ کا حکم

ڈیرہ اسماعیل خان۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ جمعیت علماء اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن اور ان کے بھائیوں پی مولانا لطف الرحمٰن، عطاء الرحمٰن اور ضیاء الرحمٰن پی کے نام پر درج جائیدادوں کی مشکلی جانچ پڑتال کے دائرے میں آ گئی ہے۔ خیبر پختونخوا بورڈ آف ریونیو نے مبینہ بے ضابطگیوں کی بنا پر ڈیرہ اسماعیل خان اور پہاڑ پور میں اراضی کے ریکارڈ کا خصوصی آڈٹ اور تصدیق کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ جانچ پڑتال 29 اکتوبر 2025 کے ایک سرکاری خط کے نتیجے میں شروع ہوئی ہے، جس میں ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ کلکٹر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ضلع کے علاقوں عبدالخیل، شورکوٹ اور شیری حدود میں واقع متعدد جائیدادوں کی مشکی، ملکیت کی دستاویزات اور انتقال اراضی کے رجسٹروں (میوٹیشن رجسٹرز) کا تفصیلی جائزہ لیں۔ جانچ پڑتال کے تحت آنے والی جائیدادوں میں عبدالخیل میں ایک رہائشی احاطہ، ایک حجرہ اور تقریباً 64 کنال اراضی؛ شورکوٹ میں تقریباً 88 کنال زرعی اور 24 کنال تجارتی اراضی؛ اور ڈیرہ اسماعیل خان کے شہری علاقے میں 18 کنال 12 مرلے پر محیط رہائشی و تجارتی جائیداد شامل ہیں۔ آڈٹ کے مشاہدات نے اراضی کی درجہ بندی، زبانی انتقال اراضی (اورل میوٹیشنز)، جائیداد کی ظاہر کردہ مالیت اور سرکاری واجبات کی ادائیگی کے حوالے سے سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ دستاویز میں جائیداد کی ظاہر کردہ اور تخمینہ شدہ مالیت کے درمیان تضادات کی نشاندہی بھی کی گئی ہے، جس کے نتیجے میں سٹامپ ڈیوٹی اور کیپٹل ویلیو ٹیکس کی ادائیگی کم ہونے کا امکان ہے۔ بورڈ آف ریونیو نے ضلعی انتظامیہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ 2002 سے 2025 کے عرصے پر محیط اراضی کے اصل ریکارڈ اور کینڈسٹرل نقشہ جات (اراضی کے سرکاری نقشے) کو اپنی تحویل میں لے لے۔ زیر تفتیش جائیدادوں کی مزید منتقلی کو روکنے کے لیے ریکارڈ میں ایک احتیاطی اندراج بھی کیا جائے گا۔ حکام کو یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ کسی بھی بالیا سرکاری واجبات کی وصولی کے لیے نوٹس جاری کریں اور متعلقہ ریونیو افسران کے طرز عمل کے خلاف تحکمانہ تحقیقات کا آغاز کریں۔

چین کے متنازع نسلی اتحاد قانون کے خلاف تبتی تنظیموں کا احتجاج

نئی دہلی، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ بیجنگ کے مجوزہ نسلی اتحاد اور ترقی کے قانون کے خلاف پانچ تبتی تنظیموں نے ایک پرامن احتجاجی مارچ نکالا اور الزام عائد کیا کہ اس قانون کے ذریعے تبتی عوام کی مذہبی، ثقافتی اور لسانی شناخت کو کمزور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مظاہرین نے چین کی پالیسیوں پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ نسلی اتحاد کے نام پر تبتی زبان، بدھ مت کی روایات اور مقامی ثقافت پر پابندیاں بڑھنے کا خدشہ ہے۔ تبتی کارکنوں کے مطابق مجوزہ قانون چین میں مختلف نسلی برادریوں کو ایک مشترکہ قومی شناخت کے تحت لانے کی کوششوں کا حصہ ہے، جس سے اقلیتی برادریوں کی الگ شناخت اور روایات متاثر ہو سکتی ہیں۔ چینی حکومت نسلی اتحاد کی پالیسی کو قومی یکجہتی، سماجی استحکام اور ترقی کے لیے ضروری قرار دیتی ہے، تاہم تبتی تنظیموں کا

بھارت-پولینڈ تعلقات: دوستی سے شراکت داری تک

شیخ مصطفیٰ الرحمٰن

انسان کی زندگی میں بعض اوقات ایسے دور آتے ہیں جب بظاہر سب کچھ معمول کے مطابق ہوتا ہے، مگر اس کے باطن میں ایک انجانی سی کشمکش برپا رہتی ہے۔ نمازیں ادا ہو رہی ہوتی ہیں، تلاوت قرآن کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے، زبان ذکر الٰہی سے بھی تر رہتی ہے، لیکن دل کا سکون کہیں کھو سا جاتا ہے۔ طبیعت میں بے وجہ اضطراب، ذہن میں انتشار، تعلقات میں سردمہری اور روزمرہ کے معمولات میں بے دلی پیدا ہونے لگتی ہے۔ انسان خود بھی نہیں سمجھ پاتا کہ آخر اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ ایک خیال اس کے ذہن پر دستک دینے لگتا ہے: کہیں مجھ پر کسی نے جادو تو نہیں کر دیا؟ اور جب یہ خیال دل میں جگہ بنا لے تو ایک دوسرا سوال بھی جنم لیتا ہے: اگر میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں، پھر بھی ان پریشانیوں میں گھرا ہوا ہوں، تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ سوال محض جادو کے وجود کا سوال نہیں؛ یہ انسانی نفسیات، مذہبی عقیدے، باطنی سکون اور حقیقت کی تلاش سے متعلق ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام غیب کے وجود کو تسلیم کرتا ہے اور قرآن مجید میں جادو کا ذکر بھی موجود ہے، لیکن اس حقیقت کے اعتراف اور زندگی کے ہر نامعلوم مسئلے کو جادو قرار دینے کے درمیان ایک نمایاں فرق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں عقیدے کے ساتھ علم، روحانیت کے ساتھ بصیرت اور خوف کے ساتھ فکری توازن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جادو کا تصور انسانی معاشروں میں صدیوں سے موجود رہا ہے۔ مختلف تہذیبوں نے ان واقعات کی تشریح اپنے اپنے اعتقادات اور علمی تصورات کے مطابق کی ہے جن کی وجوہات ان کے لیے واضح نہیں تھیں۔ آج بھی جب کسی شخص کی زندگی میں اچانک مشکلات بڑھنے لگتی ہیں، ازدواجی تعلقات میں تلخی پیدا ہوتی ہے، کاروبار میں نقصان ہوتا ہے یا ذہنی سکون رخصت ہونے لگتا ہے تو بعض اوقات اس کے ذہن میں سب سے پہلے جادو کا خیال آتا ہے۔ اسلامی تناظر سے جادو محض ایک بے بنیاد تصور نہیں۔ قرآن مجید نے سورۂ بقرہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: **وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ** ترجمہ: ''اور وہ اس کے ذریعے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر اللہ کے اذن سے۔'' (البقرہ: 102) یہ آیت جادو کے ذکر کے ساتھ ایک بنیادی حقیقت بھی واضح کرتی ہے کہ کسی مخلوق کو مستقل اور لامحدود اختیار حاصل نہیں۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت و حاکمیت کے تابع ہے۔ اسی آیت میں میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالنے کا ذکر بھی آیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی بیان میں جادو کے ممکنہ اثرات کے ضمن میں انسانی تعلقات کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا ہے۔ لیکن یہاں ایک سوال غور طلب ہے: کیا قرآن میں جادو کا ذکر موجود ہونے کا مطلب یہ بھی ہے کہ زندگی میں پیش آنے والی ہر پریشانی کا سبب جادو ہی سمجھ لیا جائے؟ یقیناً نہیں۔ کسی حقیقت کا دینی طور پر تسلیم کیا جانا اور کسی مخصوص واقعے میں اس حقیقت کے کارفرما ہونے کا دعویٰ کرنا دو الگ باتیں ہیں۔ پہلی بات عقیدے سے متعلق ہے، جب کہ دوسری کے لیے اس واقعے کے حالات اور دستیاب شواہد کو سمجھنا ضروری ہے۔ میاں بیوی کے درمیان ناچاقی ہو تو اس کے اسباب غلط فہمیاں، عدم اعتماد، معاشی دباؤ یا خاندانی مداخلت بھی ہو سکتے ہیں۔ کسی شخص کا کاروبار متاثر ہو تو اس کے پیچھے انتظامی غلطیاں، بدلتے ہوئے حالات یا مالی مشکلات بھی ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح ذہنی بے سکونی جسمانی بیماری، نیند کی کمی، مسلسل ذہنی دباؤ یا نفسیاتی مسائل کا نتیجہ بھی ہو سکتی ہے۔ ان امکانات کو نظر انداز کر کے ہر پریشانی کو جادو سے منسوب کر دینا نہ دینی بصیرت ہے اور نہ علمی دیانت۔ اصل مسئلہ جادو کے وجود پر ایمان رکھنے کا نہیں، بلکہ اس امکان کو بلا دلیل کسی مخصوص واقعے کی قطعی تشریح بنا دینے کا انسانی ذہن ایک پیچیدہ نظام ہے۔ خیالات، یادداشت، جذبات، ارادے اور فیصلے کسی ایک مقام پر الگ تھلگ پیدا نہیں ہوتے، بلکہ دماغ کے مختلف حصوں اور جسمانی و نفسیاتی عوامل کے باہمی تعامل سے انسانی تجربات تشکیل پاتے ہیں۔ جدید اعصابی سائنس میں دماغ کے اگلے حصے، بالخصوص پیشانی کے پیچھے واقع پری فرنٹل کارٹیکس، کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ حصہ توجہ برقرار رکھنے، منصوبہ بندی کرنے، رویوں کو منظم کرنے اور نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلے کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جب انسان مسلسل ذہنی دباؤ کا شکار رہتا ہے، نیند پوری نہیں ہوتی یا جذباتی تھکن اس پر غالب آ جاتی ہے تو اس کی قوت فیصلہ، توجہ اور جذبات کو متوازن رکھنے کی صلاحیت متاثر ہو سکتی ہے۔ وہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں الجھنے لگتا ہے، معمول کے کام بھی دشوار محسوس ہونے لگتے ہیں اور بعض اوقات اپنے ہی خیالات اسے تھکا دیتے ہیں۔ یہ کیفیت اس کی عبادت، تعلقات اور روزمرہ زندگی پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہے۔ یہاں ایک اہم پہلو قابل غور ہے۔ جب کوئی شخص پہلے ہی ذہنی اضطراب سے گزر رہا ہو تو وہ اپنی کیفیت کی وجہ تلاش کرنے لگتا ہے۔ اگر اسے جادو کا اندیشہ لاحق ہو جائے تو وہ اپنی ہر پریشانی کو اسی نظر سے دیکھنے لگ سکتا ہے۔ یوں اصل تکلیف کے ساتھ ایک نیا بوجھ بھی شامل ہو جاتا ہے: اپنی حالت کے بارے میں مسلسل خوف اور غیر تابع مجید سائنس کی بنیاد پر یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ جادو براہ راست پری فرنٹل کارٹیکس کو نشانہ بناتا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی معتبر سائنسی ثبوت موجود نہیں جو جادو کے اثر کو کسی مخصوص دماغی حصے یا اعصابی عمل سے ثابت کرے۔ دماغ کی تحقیق ہمیں انسانی ذہنی کیفیات کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے، لیکن اسے غیر مرئی اثرات کی ایسی تشریح کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے جسے تجرباتی شواہد کی تائید حاصل نہ ہو۔ اسی طرح قرآن مجید میں پیشانی کے ذکر کو جدید اعصابی سائنس کی کسی مخصوص دریافت کے ساتھ قطعی طور پر جوڑ دینا بھی احتیاط کا متقاضی ہے۔ سورۂ علق میں ارشاد ہے: ترجمہ: ''ایسی پیشانی جو جھوٹی، خطاکار ہے۔'' (العلق: 16) ان آیات کا سیاق ایسے شخص کی سرکشی اور جواب دہی سے متعلق ہے جو اللہ کے بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ یہاں پیشانی کا ذکر ایک مؤثر قرآنی اسلوب میں آیا ہے۔ اسے اس بنیاد پر پری فرنٹل کارٹیکس کی سائنسی تشریح قرار دینا کہ دماغ کا یہ حصہ پیشانی کے پیچھے واقع ہے، ایک ایسا دعویٰ ہوگا جسے خود آیات کا سیاق ثابت نہیں کرتا۔ قرآن کی رہنمائی اپنی جگہ مسلم ہے اور سائنسی تحقیق اپنی حدود میں مفید؛ دونوں سے استفادے کے لیے ضروری ہے کہ نہ سائنس سے وہ بات منسوب کی جائے جسے اس نے ثابت نہیں کیا، اور نہ قرآنی آیات کو ان کے سیاق سے الگ کر کے غیر ثابت شدہ نظریات کی تائید میں پیش کیا جائے۔ عبادت میں دل کیوں نہیں لگتا؟ عبادت گزار انسان کے لیے ایک نہایت حساس تجربہ یہ ہے کہ وہ نماز ادا کر رہا ہو، لیکن اس کا دل منتشر رہے۔ وہ قرآن کی تلاوت کرے، مگر ذہن بار بار دوسرے خیالات کی طرف چلا جائے۔ اسے محسوس ہو کہ پہلے جو قلبی اطمینان حاصل ہوتا تھا، اب وہ کیفیت باقی نہیں رہی۔ ایسے میں وہ کبھی اپنی عبادت کے اخلاص پر شک کرنے لگتا ہے اور کبھی اس تبدیلی کو کسی غیر مرئی رکاوٹ کا نتیجہ سمجھنے لگتا ہے۔ حالاں کہ انسانی طبیعت میں یکسانیت نہیں ہوتی۔ غم، تھکن، پریشانی اور جسمانی کمزوری انسان کی توجہ کو متاثر کر سکتے ہیں۔ ذہنی دباؤ کے دوران وہ ان کاموں میں بھی یکسوئی کھو سکتا ہے جن سے اسے قلبی سکون حاصل ہوتا تھا۔ اس کیفیت کو فوراً ایمان کی کمزوری یا جادو کی علامت قرار دینا مناسب نہیں۔ نماز کا مقصد محض وقتی سکون حاصل کرنا نہیں، بلکہ انسان کے اندر بندگی، اخلاقی ذمہ داری اور یاد الٰہی کو مضبوط کرنا بھی ہے۔ اس لیے عبادت کی افادیت کو صرف اس بنیاد پر نہیں پرکھا جا سکتا کہ نماز کے دوران انسان کو کتنی گہری لذت محسوس ہوئی۔ کبھی انسان داخلی کشمکش کے باوجود نماز قائم رکھتا ہے، اپنے اخلاق کی حفاظت کرتا ہے اور مشکلات میں صبر سے کام لیتا ہے؛ یہ بھی اس کے دینی التزام کا اہم پہلو ہے۔ خشوع مطلوب ہے، لیکن خشوع کی کیفیت میں اتار چڑھاؤ انسانی تجربے کا حصہ ہے۔ اگر کسی شخص کو توجہ برقرار رکھنے میں دشواری ہو تو اسے عبادت سے بدل ہونے کے بجائے اپنی ذہنی و جسمانی کیفیت کا جائزہ لینا چاہیے۔ اپنی نیند، معمولات اور ذہنی دباؤ کی اصلاح کے ساتھ عبادت میں یکسوئی کی تدریجی کوشش مفید ہو سکتی ہے۔ ضرورت پڑنے پر طبی یا نفسیاتی مشورہ حاصل کرنا بھی اسی ذمہ دارانہ طرز عمل کا حصہ ہے۔ جب شک زندگی پر غالب آنے لگے، انسان کا ذہن غیر واضح حالات میں اسباب تلاش کرتا ہے۔ یہ اس کی فطری صلاحیت ہے، لیکن کبھی یہی صلاحیت اسے غلط نتائج تک بھی پہنچا دیتی ہے۔ چند ناخوش گوار واقعات کے بعد دیگرے پیش آئیں تو انسان ان کے درمیان ایسا تعلق قائم کر سکتا ہے جس کی حقیقت ابھی ثابت نہ ہوئی ہو۔ پھر وہ اسی مفروضے کی روشنی میں نئے واقعات کی تشریح کرنے لگتا ہے۔ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہونے لگے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے تو عام اختلافات بھی اسے سازش محسوس ہو سکتے ہیں، اتفاقی واقعات غیر معمولی اشارے بن سکتے ہیں اور دوسروں کے رویوں میں اسے پوشیدہ دشمنی دکھائی دینے لگ سکتی ہے۔ رفتہ رفتہ اس کی توجہ زندگی کے حقیقی مسائل سے ہٹ کر اس سوال میں الجھ جاتی ہے کہ اس کے خلاف کون اور کیا کر رہا ہے۔ یہ کیفیت انسان کو ذہنی طور پر تھکا سکتی ہے، اس کے تعلقات کو متاثر کر سکتی ہے اور اس کے اندر بے اعتمادی بڑھا سکتی ہے۔ وہ بار بار دوسروں سے یقین دہانی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، مختلف لوگوں سے اپنی حالت کی تشریح پوچھتا ہے اور ہر جواب کے بعد نئے شکوک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس طرح مسئلے کے حل کی تلاش خود ایک مستقل پریشانی بن جاتی ہے۔ اس صورت حال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان اپنے خوف کو جھٹلائے بھی نہیں اور اسے حقیقت کا آخری معیار بھی نہ بنائے۔ تکلیف حقیقی ہو سکتی ہے، لیکن اس کی وجہ کے بارے میں ہمارا اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ اسی لیے کسی شخص کی پریشانی کو سنجیدگی سے لینا اور اس کے ہر شبہے کی تصدیق کر دینا ایک ہی بات نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ترجمہ: ''بے شک شیطان کا مکر کمزور ہے۔'' (النساء: 76) یہ آیت اپنے سیاق میں حق و باطل کی کشاکش سے متعلق ہے۔ اسے ہر ذہنی پریشانی کی وجہ قرار دینا درست نہیں، البتہ اس سے یہ اخلاقی رہنمائی ضرور حاصل ہوتی ہے کہ انسان برائی کے خوف کو اپنے اوپر اس قدر غالب نہ ہونے دے کہ اس کی زندگی بدگمانی اور اضطراب میں گرفتار ہو جائے۔ کبھی دانش مندی کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ انسان صاف طور پر تسلیم کرے کہ اسے اپنی پریشانی کی اصل وجہ معلوم نہیں۔ اس کے بعد وہ دستیاب شواہد کا جائزہ لے، ممکنہ اسباب کو سمجھے اور مناسب قدم اٹھائے۔ ہر سوال کا فوری جواب نہ ملنا اس بات کی دلیل نہیں کہ اس کے پیچھے لازماً کوئی پراسرار قوت کارفرما ہے۔ اسلام میں دعا، ذکر، تلاوت قرآن اور شرعی رقیہ کو روحانی اہمیت حاصل ہے۔ ان اعمال کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ سے مدد اور حفاظت طلب کرتا ہے۔ تاہم ان کا مقصد دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرنا ہونا چاہیے، نہ کہ انسان کو ہر وقت کسی پوشیدہ خطرے کی تلاش میں مصروف کر دینا۔ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ کسی شخص کا عبادت کے دوران رونا، گھبراہٹ محسوس کرنا، جسمانی کیفیت میں تبدیلی آنا یا غیر معمولی خواب دیکھنا، بذات خود جادو کے وجود کا ثبوت نہیں۔ ایسی کیفیات کے متعدد اسباب ہو سکتے ہیں اور محض ان کی بنیاد پر کسی مخصوص نتیجے تک پہنچنا درست نہیں۔ اسی طرح مسلسل اداسی، بے دلی، اضطراب، نیند کی خرابی، جذباتی بے حسی اور توجہ میں دشواری بعض نفسیاتی یا جسمانی مسائل سے بھی وابستہ ہو سکتی ہیں۔ اگر یہ علامات طویل عرصے تک برقرار رہیں یا تعلیم، ملازمت، خاندانی تعلقات اور روزمرہ زندگی کو متاثر کرنے لگیں تو مستند ڈاکٹر یا ماہر نفسیات سے مشورہ کرنا مناسب ہے۔ علاج کی طرف رجوع کرنا توکل کے خلاف نہیں۔ انسان اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعا کرتے ہوئے طبی علاج بھی اختیار کر سکتا ہے اور روحانی رہنمائی کے ساتھ نفسیاتی معاونت بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اپنے مذہبی عقیدے سے دست بردار ہو جائے۔ دینی وابستگی اور طبی شعور ایک دوسرے کے معاون بن سکتے ہیں۔ اسی طرح کسی پر جادو کرنے کا الزام محض خواب، شبہے، اندازے یا کسی حاسد کے دعوے کی بنیاد پر نہیں لگانا چاہیے۔ ایسے الزامات بے گناہ افراد کی عزت کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور خاندانوں میں ایسی بدگمانیاں پیدا کر سکتے ہیں جن کا ازالہ مشکل ہو جائے۔ غیب کے بارے میں بے دلیل دعوے کرنے کے بجائے احتیاط اور تحقیق کا راستہ اختیار کرنا زیادہ ذمہ دارانہ طرز عمل قرآن مجید کا یہ ارشاد کہ جادو کسی کو اللہ کے اذن کے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتا، انسان کو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو شخص عبادت میں تلخی ہو، اس کی زندگی میں کبھی بیماری، غم، ذہنی اضطراب یا کوئی دوسری آزمائش نہیں آئے گی۔ ترجمہ: ''اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔'' (آل عمران: 122) توکل کا مفہوم اسباب کو ترک کر دینا نہیں، بلکہ مناسب تدابیر اختیار کرتے ہوئے نتیجے کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھنا ہے۔ انسان اپنے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتا ہے، بیماری کا علاج کراتا ہے، تعلقات کی اصلاح کے لیے قدم اٹھاتا ہے اور اپنی ذہنی و جسمانی صحت کا خیال رکھتا ہے؛ اس کے ساتھ وہ یہ حقیقت بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس کا علم محدود ہے اور ہر نتیجہ اس کے عمل اختیار میں نہیں۔ توحید کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ انسان کسی مخلوق کو ایسی مستقل اور لامحدود قدرت کا مالک نہ سمجھے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے۔ کسی حقیقی نقصان یا ظلم سے انکار کیے بغیر بھی انسان اپنے خوف کو اس حد تک بڑھنے سے روک سکتا ہے کہ اس کی زندگی کا ہر فیصلہ کسی مبینہ دشمن کے تصور کے گرد گھومنے لگے۔ ایمان انسان کو ہر تکلیف سے محفوظ رہنے کی ضمانت نہیں دیتا؛ وہ اسے تکلیف کے دوران امید، صبر اور ذمہ داری کے ساتھ جینے کا حوصلہ دیتا ہے۔ یہی توکل کی اصل روح ہے۔ اس پوری بحث کا ایک گہرا پہلو انسانی شناخت سے متعلق ہے۔ انسان اپنے آپ کو کس بنیاد پر پہچانتا ہے؟ کیا اس کی شناخت صرف اس کی ذہنی کیفیت، جذباتی توازن اور زندگی کے حالات سے متعین ہوتی ہے، یا اس کے وجود کا کوئی ایسا اخلاقی و روحانی پہلو بھی ہے جو ان تمام تبدیلیوں سے وسیع تر ہے؟ اسلام انسان کو اللہ تعالیٰ کا بندہ، اخلاقی ذمہ داریوں کا حامل اور خیر و شر میں امتیاز کرنے والا وجود قرار دیتا ہے۔ سورۂ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل کیا گیا ہے: یہ اعلان انسانی شناخت کی ایک بنیادی حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ انسان کبھی خوف زدہ ہو سکتا ہے، کبھی ذہنی انتشار کا شکار ہو سکتا ہے اور کبھی اپنی کیفیت کی وجہ سمجھنے سے قاصر رہ سکتا ہے، لیکن ان میں سے کوئی بات بذات خود اس کی عزت و قدر کو ختم نہیں کرتی۔ ذہنی پریشانی کسی انسان کو کم تر نہیں بناتی، اور علاج کی ضرورت اس کے ایمان کی نفی نہیں کرتی۔ کا مطلب یہ نہیں کہ بندۂ مومن ہر آزمائش سے محفوظ ہو جاتا ہے یا اس کے تمام سوالات کے جواب مل جاتے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی کمزوری کے باوجود بندگی، امید اور ذمہ داری کا راستہ اختیار کر سکتا ہے۔ اسے اپنے ہر احساس کی فوری تشریح معلوم نہ ہو، تب بھی وہ درست عمل کا انتخاب کر سکتا ہے؛ اسے ہر مشکل کا سبب معلوم نہ ہو، تب بھی وہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ سکتا ہے اور دنیاوی اسباب کے مطابق مناسب کوشش کر سکتا ہے۔ جادو کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے دو انتہاؤں سے بچنا ضروری ہے۔ ایک طرف قرآنی تعلیمات کو نظر انداز کر کے اس مسئلے کو سرے سے بے معنی قرار دینا درست نہیں، اور دوسری طرف ہر بیماری، ناکامی، اختلاف اور ذہنی پریشانی کو جادو کا نتیجہ سمجھ لینا بھی مناسب نہیں۔ دینی عقیدے کا تقاضا یہ نہیں کہ انسان ہر نامعلوم چیز کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ کر لے؛ بلکہ علمی دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ معلوم کو معلوم اور نامعلوم کو نامعلوم تسلیم کیا جائے۔ قرآن جادو کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور بندے کے لیے توکل کی تعلیم دیتا ہے۔ جدید سائنس انسانی ذہن، جذبات اور قوت فیصلہ کے بعض پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے، لیکن جادو کے پری فرنٹل کارٹیکس پر اثر انداز ہونے یا کسی مخصوص دماغی علامت سے اس کی تشخیص کیے جانے کا دعویٰ ثابت نہیں۔ اس لیے دینی نصوص کو غیر ثابت شدہ سائنسی نظریات کے ساتھ جوڑنے کے بجائے ہر علم کو اس کے اپنے دائرے میں سمجھنا چاہیے۔ اگر عبادت کے باوجود دل بے سکون ہے تو اس کا مطلب لازماً یہ نہیں کہ عبادت بے اثر ہو گئی ہے۔ اگر ذہن منتشر ہے تو ضروری نہیں کہ اس کے پیچھے جادو ہو۔ اگر زندگی میں مشکلات ہیں تو یہ بھی لازم نہیں کہ کسی نے جان بوجھ کر انہیں پیدا کیا ہو۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی پریشانی کو سنجیدگی سے سمجھے، ممکنہ اسباب کی تحقیق کرے، ضرورت کے وقت مناسب مدد حاصل کرے اور بے دلیل الزامات سے بچے۔ اصل کامیابی یہ نہیں کہ انسان ہر نامعلوم خطرے کو پہچان لینے کا دعویٰ کرے، بلکہ یہ ہے کہ وہ غیر یقینی حالات میں بھی اپنی عقل، اخلاق، عبادت اور امید کو محفوظ رکھ سکے۔ ایمان کا مطلب یہ نہیں کہ انسان کبھی خوف محسوس نہ کرے؛ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ خوف اس کی پوری زندگی پر حکمرانی نہ کرنے لگے۔ اور جب دل میں بے یقینی ہو، ذہن سوالات سے بھرا ہو اور پریشانی کی اصل وجہ واضح نہ ہو، تب بھی انسان ایک حقیقت کی طرف رجوع کر سکتا ہے: یہ اعلان مسائل سے فرار نہیں، بلکہ ان کا سامنا کرنے کا ایک روحانی حوصلہ ہے۔ اس میں اپنی کمزوری کا اعتراف بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر اعتماد بھی۔ انسان ہر سوال کا جواب نہ جانتے ہوئے بھی سچائی کی تلاش جاری رکھ سکتا ہے، علاج کی ضرورت کے باوجود ایمان پر قائم رہ سکتا ہے، اور آزمائش کے عالم میں بھی اپنی زندگی کو بدگمانی اور خوف کے حوالے کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔ غیب کے اندیشوں میں گرفتار ہو کر جینے اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد کے ساتھ حقیقت کی تلاش جاری رکھنے میں یہی بنیادی فرق ہے۔

سجدوں میں سکون کیوں نہیں؟ ہر بے چینی جادو تو نہیں!

مسلمانوں میں قیادت کا فقدان، ہر طرف جان و مال کو نقصان!

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد

مسلمانوں کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو ایک بنیادی سوال بار بار ذہن و فکر کے دروازے پر دستک دیتا ہے کہ آخر وہ کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے ایک بڑی آبادی، جس کے پاس تاریخ و تہذیب کا سرمایہ ہے، دینی و اخلاقی تعلیمات کی رہنمائی موجود ہے، باصلاحیت افراد کی کمی نہیں اور اجتماعی قوت کے امکانات بھی موجود ہیں، اس کے باوجود متعدد مقامات پر عدم تحفظ، معاشی پسماندگی، تعلیمی محرومی، سیاسی بے اثری اور سماجی انتشار کا سامنا کر رہی ہے؟ اس سوال کا جواب تلاش کرتے ہوئے جن بنیادی مسائل پر توجہ دینا ضروری ہے، ان میں قیادت کا فقدان بلاشبہ سرفہرست ہے۔ یہ فقدان صرف اعتبار، اجتماعی حکمت عملی کی کمی اور ادارہ جاتی کمزوری کا نہیں ہے۔ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ کسی بھی قوم کی ترقی، تحفظ اور استحکام کے لیے محض تعداد کافی نہیں ہوتی، بلکہ اس کے لیے بصیرت رکھنے والی قیادت، مضبوط ادارے، مشترکہ مقاصد اور حالات کے مطابق درست فیصلے کرنے کی صلاحیت بھی ضروری ہوتی ہے۔ جب قیادت کمزور ہو، اجتماعی ترجیحات واضح نہ ہوں اور قوم اپنے وسائل کو منظم کرنے میں ناکام رہے تو اس کے نتائج مختلف شکلوں میں سامنے آتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے بھی یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ اپنی مشکلات کا جائزہ محض جذباتی ردعمل کی بنیاد پر لینے کے بجائے سنجیدہ تجزیے اور عملی حکمت عملی کے ساتھ لیں۔ قیادت کسی قوم کے لیے محض ایک فرد، ایک عہدے یا ایک سیاسی چہرے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک مکمل فکری، اخلاقی اور تنظیمی نظام کا عنوان ہے۔ حقیقی قیادت وہ ہوتی ہے جو قوم کو درپیش مسائل کی درست نشاندہی کرے، عوام کے جذبات کو تعمیری سمت دے، مشکل حالات میں حوصلہ پیدا کرے اور مستقبل کے لیے قابل عمل منصوبہ بندی کرے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کے مختلف حلقوں میں قیادت کے حوالے سے کئی سوالات موجود ہیں۔ کہیں قیادت شخصی مفادات کی اسیر دکھائی دیتی ہے، کہیں گروہی وابستگی اجتماعی مفاد پر غالب آ جاتی ہے، کبھی اختلافات اس قدر شدت اختیار کر جاتے ہیں کہ مشترکہ مسائل پس منظر میں چلے جاتے ہیں اور کہیں عوامی مسائل کے حل کے لیے اخلاص تو بہت ہوتے ہیں لیکن مستقل جدوجہد، مؤثر حکمت عملی اور جواب دہی کا نظام کمزور رہتا ہے۔ مختلف علاقوں میں ایسے افراد، ادارے اور تنظیمیں بھی موجود ہیں جو تعلیم، سماجی خدمت، قانونی امداد، رفاہی سرگرمیوں اور عوامی حقوق کے لیے کام کر رہی ہیں۔ اصل مسئلہ ان کوششوں کو ایک دوسرے سے مربوط کرنے، ان کی افادیت بڑھانے اور انہیں وسیع تر اجتماعی حکمت عملی کا حصہ بنانے کا ہے۔ سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کسی بھی معاشرے میں شہریوں کی جان، مال، عزت اور بنیادی حقوق کا تحفظ، ریاست کی اہم ذمہ داریوں میں شامل ہے جب کسی فرد یا گروہ کو تشدد، دھمکی، امتیازی سلوک یا املاک کے نقصان کا سامنا کرنا پڑے تو یہ صرف متاثرہ خاندان کا مسئلہ نہیں رہتا، بلکہ قانون کی بالادستی اور معاشرتی انصاف کا سوال بن جاتا ہے۔ مسلمانوں کو جہاں بھی انفرادی یا منظم تشدد کا سامنا ہو، وہاں متاثرین کی مدد، قانونی چارہ جوئی، شواہد کا تحفظ، مستند معلومات کی فراہمی اور متعلقہ اداروں سے جواب دہی کا مطالبہ اہم ہے۔ محض مذمتی بیانات جاری کر دینا کافی نہیں، متاثرین کے لیے قانونی و مالی امداد، اہل خانہ کی بازآبادکاری اور مقدمات کی مسلسل پیروی بھی ضروری ہے۔ اسی طرح یہ بھی اہم ہے کہ ہر واقعے کی حقیقت مستند شواہد کی بنیاد پر سامنے لائی جائے، افواہوں، غیر مصدقہ خبروں اور اشتعال انگیز بیانات سے گریز کیا جائے، کیونکہ غلط معلومات نہ صرف صورت حال کو پیچیدہ بنا سکتی ہیں بلکہ بے گناہ افراد کے لیے مزید خطرات بھی پیدا کر سکتی ہیں۔ قیادت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ متاثرین کے دکھ درد کو محض تقریروں کا موضوع نہ بنائے، بلکہ ان کے لیے عملی تعاون کا ذریعہ بنے۔ جس قیادت کے پاس عوام کے مسائل کا ریکارڈ، قانونی ماہرین کی ٹیم، امدادی وسائل اور مستقل پیروی کا نظام ہو، وہ مشکلات کے مقابلے میں زیادہ مؤثر کردار ادا کر سکتی ہے۔ جمہوری نظام میں سیاسی نمائندگی عوام کے مسائل کو ایوانوں تک پہنچانے، پالیسی سازی پر اثر انداز ہونے اور حکومتی اداروں سے جواب طلب کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ لیکن نمائندگی کی حقیقی قدر صرف انتخابی کامیابی یا کسی عہدے کے حصول سے متعین نہیں ہوتی، بلکہ اس کا معیار یہ ہے کہ نمائندہ اپنے حلقے کے عوام کے مسائل کے لیے کس حد تک کام کرتا ہے۔ پوری دنیا میں نئی نسل بالخصوص جین زی ایک نئی کروٹ لے رہی ہے، سوچ، ترجیحات اور ردعمل کے اعتبار سے یہ اپنے سے پچھلی نسلوں سے نمایاں طور پر مختلف ہے، ماضی میں نوجوان اپنی پسند و ناپسند کا جذبوں کے سامنے برملا اظہار کرنے سے گریز کرتے تھے اور کیریئر یا شریک حیات کے انتخاب جیسے اہم فیصلوں میں بھی ان کی رائے کو مقدم رکھتے تھے مگر آج کے نوجوان اپنی زندگی پر دوسروں کی مرضی مسلط کیے جانے کو آسانی سے قبول نہیں کرتے، وہ آزادانہ سوچ کے ساتھ ناانصافی کے خلاف مزاحمت کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں، نظام حکمرانی کی خامیوں اور زیادتیوں کو خاموشی سے برداشت کرنے کے بجائے سوال اٹھاتے ہیں، حکومتیں اگر بہتر جمہوری اختیار کریں تو یہی نوجوان اپنی اجتماعی قوت کو منظم کر کے انہیں فیصلوں پر نظر ثانی کے لیے مجبور کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے ہیں، گزشتہ برسوں میں ہمارے ملک میں ایسا ماحول پیدا کیا گیا جس میں حکومت کی ناکامیوں پر سوال اٹھانے کو ملک دشمنی سے تعبیر کیا جانے لگا، بعض طبقات کے خلاف زیادتیوں کو قومی پرستی کا لبادہ پہنایا گیا اور اختلاف کرنے والوں کو گمراہ یہ پیغام دیا گیا کہ اقتدار کو چیلنج کرنے کی قیمت بھاری ہو سکتی ہے۔ حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں اور اقلیتوں کی مذہبی آزادی پر قدغنوں کے باوجود مؤثر مزاحمت نہ ہونے سے حکمراں حلقوں میں یہ گمان پختہ ہو گیا کہ نہ اکثریتوں اور بدعنوانیوں کے باوجود ان کی گرفت کمزور نہیں ہوگی مگر جنسز سترہ سے شروع ہونے والے احتجاج نے کم از کم یہ بھرم ضرور توڑ دیا ہے کہ نوجوانوں کو ہمیشہ خوف اور خاموشی میں رکھا جا سکتا ہے۔ ایسے میں مسلم نوجوان اور بچوں کی صورتحال ایک اہم سوال بن کر سامنے آتی ہے، مختلف طبقات کی نئی نسل میں سیاسی اور سماجی بیداری کے آثار نمایاں ہیں، مگر مسلم نوجوانوں کا ایک بڑا طبقہ اب بھی ملک و ملت کے اجتماعی مسائل سے لمبتا لاتعلق دکھائی دیتا ہے، اس کی تمام ذمہ داری نوجوانوں پر ڈالنا بھی انصاف نہیں ہے، کیونکہ انہیں ایسا معاشرہ اور ایسی قیادت ورثے میں ملی ہے جس میں حقوق کی پامالی پر خاموشی، اجتماعی ذمہ داری سے گریز اور مصلحت کو حکمت کا نام دینے کا رجحان مدت سے رائج رہا ہے۔ جب بڑوں نے سیاسی شعور، دستوری حقوق اور اجتماعی ذمہ داری کا عملی سبق مشکل ہی سے پڑھایا ہو تو نئی نسل سے اچانک غیر معمولی بصیرت اور قیادت کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ ہمارا ایک بنیادی مسئلہ یہ بھی رہا ہے کہ نوجوانوں کو عملی فیصلوں میں شریک کرنے، سوال پوچھنے کی آزادی دینے اور اختلاف رائے کو برداشت کرنے کی روایت مضبوط نہیں ہو سکی، نتیجہ نئی نسل اور روایتی قیادت کے درمیان ایک ایسا فاصلہ پیدا ہوا جو محض عمر کا نہیں بلکہ فکر اور ترجیحات کا بھی ہے، پھر بھی یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ روزگار، کیریئر اور مستقبل خطرے میں نظر آئیں تو نوجوان سڑکوں پر نکل سکتے ہیں، مگر جب کسی پوری برادری کے مساوی شہری حرتے، دستوری حقو

آپریشن الماس کے تاریخی معرکہ کے سرفروش سرمچاروں کو ان کی قربانی اور بہادری پر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ میجر گہرام بلوچ

بلوچستان۔ 31 راکتوبر۔ ایم این این۔ بلوچستان لبریشن فرنٹ کے ترجمان میجر گہرام بلوچ نے میڈیا کو جاری کردہ بیان میں کہا ہے کہ تاریخ کے اس ظالم نجیز موڑ پر جب بھی بلوچستان کی سرزمین پر استعماری جبر اور قابض فوج کے خلاف اٹھنے والے مزاحمتی معرکوں کا تذکرہ کیا جائے گا تو گوادر اور ساحلی پٹی پر سرانجام پانے والے تاریخ ساز آپریشن الماس کے سرمچاروں کی خون سے لکھی جانے والی قربانی اور سوب مندی ایک ایسی داستانِ جرأت کے طور پر روشن رہے گا جس کی مثال ملنا محال ہے۔ یہ معرکہ ان B جری، بہادر اور سرفروش شہیدوں کی نظریاتی استقامت، فکری پختگی، عسکری مہارت اور لازوال قربانی کا ثمر ہے جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے قابض پاکستانی ریاست کے غرور اور اس کے عسکری تکبر کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اس شاندار کارروائی کا آغاز جنددسر سرمچار مجاہد میر عرف سنگار زامرانی کے اس تاریخ ساز جنددار حملے سے ہوا جس نے دشمن کے مضبوط ترین دفاعی حصار کو یکسر تہس نہس کر کے رکھ دیا، جبکہ آپریشنل کمانڈر شہید خالد عرف زامر نے محاذِ جنگ پر قیادت لائن سے کمانڈ کرتے ہوئے دشمن کے ہر وار کو ناکام بنایا اور میدانِ جنگ کے تمام زمینی حقائق اور جنگی حالات سے مرکزی کمانڈ کو لمحہ بہ لمحہ باخبر رکھ کر اپنی عسکری بصیرت و قیادت کا عملی اظہار کیا ہے۔ ترجمان نے کہا کہ اس فتح مندانہ معرکے کی فکری اساس اور تزویراتی بنیادیں بی ایل ایف کی انتہائی نڈر گوریلا کمانڈر شہید بلفیس دیگ عرف الماس کی آٹھ سالہ طویل تنظیمی جدوجہد اور ان کی سیکنڈ ان کمانڈ کی حیثیت سے نبھائی گئی مثالی قیادت پر استوار تھیں، جن کے نام سے اس پورے آپریشن کو منسوب کر کے بلوچ تاریخ میں خواتین کی انقلابی شمولیت اور ان کے عسکری کردار کے اعتراف و احترام کا ایک ناقابلِ فراموش باب رقم کیا گیا۔ دشت سے لے کر گوادر کے گنجان محاذوں تک ان کے ساتھ شانہ بشانہ لڑنے والے دیگر جری سپوتوں میں شہید شکیل عرف سہراب شامل ہیں جنہوں نے انتہائی دلیری کے ساتھ یگپ کے اندر مضبوط دفاعی مورچہ سنبھال کر دشمن کو اس وقت تک گہرے گھاؤ لگاتا رہا جب تک اس کی گولیاں ختم نہ ہوئے اور اپنے آخری گولی سے خود کو قربان کر کے امر ہو گیا۔ شہید ناصر علی عرف نوداں جنہوں نے اپنی خوش مزاجی، عسکری تکنیکی مہارت اور میڈیا سیل کے امور میں بے پناہ محنت کے ذریعے تنظیم کے جرمحاذ کو منظم کرنے میں کلیدی کردار نبھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کامیاب کارروائی کے دوران گنجور کوواہ کے جری سپوت شہید برات عرف سنجران نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دشمن کی پیش قدمی کو اس طرح روکا کہ ان کے تمام ساتھی اور دوست اس معرکے کے لیے محفوظ رہے جبکہ ڈاکٹر کے رہائی شہید مجید زیب عرف آفتاب نے عسکری مہارت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے پوری رات تھرمل اسکوپ کے ذریعے دشمن کے ہر قدم پر کڑی نظر رکھ کر اس کے ناپاک کاوشوں کو خاک میں ملایا ہے۔ وہیں برچ ٹاؤن کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے شہید حمید اللہ عرف بادل نے شہری گوریلا جنگ سے لے کر سوب کے کیمپ کی سخت ترین تربیت اور مشن کی تیاریوں تک اپنی تمام صلاحیتوں کو تنظیم اور قومی آزادی کیلئے وقف کر کے آخری دم تک دشمن کے سامنے چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔ شہید مجاہد مہر عرف سنگار زامرانی نے تاریخی آپریشن الماس کے دوران کیمپ کے مین گیٹ پر بارود سے لدی گاڑی کو ٹکرا کر دشمن کا دفاعی حصار پاش پاش کیا اور فتح کا راست ہموار کر کے خود کو مادرِ وطن پر نثار کر دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان شہداء کی قربانیاں اس بات کا روشن ثبوت ہیں کہ بلوچ قوم کی جدوجہدِ آزادی اور عزم ناقابلِ شکست ہے۔ بلوچستان لبریشن فرنٹ ان تمام درخشاں ستاروں جنددسر مجاہد میر عرف سنگار زامرانی، آپریشنل کمانڈر شہید خالد عرف زامر، شہید بلفیس دیگ عرف الماس، شہید شکیل عرف سہراب، شہید ناصر علی عرف نوداں، شہید مجید زیب عرف آفتاب اور شہید حمید اللہ عرف بادل کو عقیدت و احترام کے ساتھ سرخ سلام پیش کرتی ہے اور ان کے اس انقلابی راستے پر گامزن رہتے ہوئے بلوچستان کی مکمل آزادی کے حصول تک اپنی مسلح جدوجہد کو اسی شدت، وسعت اور تندہی کے ساتھ جاری رکھنے کا عہد دہراتی ہے۔

پاکستان میں مسجد سے واپس آنے والے ریٹائرڈ استاد کا قتل

اہل خانہ کا انصاف کے لیے 72 گھنٹے کا الٹی میٹم

لوئر دیر۔ 31 راکتوبر۔ ایم این این۔ پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع لوئر دیر میں نامعلوم مسلح افراد نے ایک ریٹائرڈ اسکول ٹیچر کو مسجد سے نماز پڑھ کر گھر واپس آتے ہوئے گولیاں مار کر قتل کر دیا۔ واقعے کے بعد مقتول کے اہل خانہ نے ملزمان کی گرفتاری کے لیے پولیس کو 72 گھنٹے کی مہلت دیتے ہوئے الٹی میٹم کی دھمکی دی ہے۔ یہ واقعہ لوئر دیر کے علاقے اغاش کے گاؤں پانچ دوکنڈیل میں پیش آیا، جہاں ریٹائرڈ استاد محمد شیرین مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر واپس جا رہے تھے۔ اہل خانہ کے مطابق مسلح افراد پہلے سے ان کے انتظار میں موجود تھے اور انہوں نے اچانک فائرنگ کر دی، جس کے نتیجے میں محمد شیرین موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ واقعے کے بعد حملہ آور فرار ہو گئے۔ پولیس نے مقتول کے بھائی محمد فاضل اور رشتہ داروں احمد اور الیاس کی شکایت پر نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔ مقتول کے بھتیجوں خورشید عالم اور عاصم رشید نے بتایا کہ محمد شیرین سرکاری اسکول میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ریٹائر ہوئے تھے۔ اہل خانہ نے انکشاف کیا کہ 24 دسمبر 2019 کو محمد شیرین کے بھتیجے صدیق اللہ اور ان کی اہلیہ کو بھی نامعلوم افراد نے قتل کر دیا تھا لیکن سات سال گزرنے کے باوجود اس دوہرے قتل کے ذمہ داروں کو انصاف کے کٹہرے میں نہیں لایا جا سکا۔ خاندان کا کہنا ہے کہ اگر پہلے واقعے میں ملوث ملزمان کو بروقت گرفتار کر کے سزا دی جاتی تو ممکن ہے محمد شیرین کا قتل بھی روکا جا سکتا۔ مقتول کے رشتہ داروں نے ضلعی پولیس افسر، ملاکنڈ کے اعلیٰ پولیس حکام اور صوبائی حکومت سے فوری کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر 72 گھنٹوں کے اندر ذمہ داروں کو گرفتار نہ کیا گیا تو وہ ضلعی پولیس افسر اور ڈپٹی کمشنر کے دفاتر کے باہر احتجاجی مظاہرہ کریں گے۔ دوسری جانب مقامی پولیس نے دعویٰ کیا ہے کہ واقعے کے دو گھنٹے کے اندر وارث خان نامی ایک مشتبہ شخص کو مبینہ آلۂ قتل سمیت گرفتار کر لیا گیا تھا۔ تاہم قتل کے محرکات اور ملزم کے مکمل کردار کی تحقیقات جاری ہیں۔ اس واقعے نے علاقے میں شہریوں کی سلامتی، جرائم کی روک تھام اور پرانے قتل کے مقدمات میں انصاف کی فراہمی کے حوالے سے ایک بار پھر سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔

تبت میں بدھ خانقاہوں کی مسماری پر امریکہ کا چین سے مذہبی آزادی میں مداخلت بند کرنے کا مطالبہ

واشنگٹن۔ 31 راکتوبر۔ ایم این این۔ امریکہ نے تبت میں بدھ مت کی خانقاہوں اور راہبوں کی رہائش گاہوں کی مسماری پر شدید تشویش ظاہر کرتے ہوئے چین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ تبتی عوام کی مذہبی آزادی میں مداخلت فوری طور پر بند کرے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے 29 اکتوبر کو جاری بیان میں چین کے صوبہ سچوان کے علاقے کارزے میں واقع تاریخی وزرا سیرشول خشین درگیئنگ خانقاہ میں تقریباً 200 بدھ راہبوں کی رہائش گاہوں کو منہدم کیے جانے کی اطلاعات پر ردعمل ظاہر کیا۔ اطلاعات کے مطابق چینی حکام نے 25 اور 26 اکتوبر کو مسماری کی کارروائی شروع کی۔ مقامی ذرائع کا کہنا ہے کہ اس اقدام سے راہبوں کی مذہبی زندگی شدید متاثر ہوئی ہے اور حکام مزید پابندیاں عائد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، جن کے تحت راہبوں کو خانقاہ میں رہنے سے بھی روکا جا سکتا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے کہا کہ یہ کارروائیاں چین کی اس وسیع پالیسی کا حصہ ہیں جس کے ذریعے تبتی مذہبی اداروں، مذہبی تعلیم اور خانقاہی زندگی کو مکمل کنٹرول میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ امریکہ نے واضح کیا کہ تبتی بدھ مت کے پیروکاروں کو اپنے مذہب پر آزادانہ عمل کرنے، مذہبی رہنماؤں کی تربیت اور دلائی لامہ سمیت اپنے روحانی پیشواؤں کے انتخاب کا حق حاصل ہونا چاہیے، جس میں چینی حکومت کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ رواں سال اگست میں بھی چینی حکام نے مشہور لارونگ گار بدھ تعلیمی مرکز میں راہبوں کی رہائش گاہوں کی مسماری دوبارہ شروع کی تھی۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کا الزام ہے کہ یہ کارروائیاں یکم جولائی 2026 کو نافذ ہونے والے چین کے نئے مذہبی امور کے قانون کے بعد تیز ہوئی ہیں۔ مذہبی آزادی کے امریکی کمیشن کے چیئرمین آصف محمود نے کہا کہ تبتی خانقاہوں کی مسماری چینی حکام کی ان کوششوں کا ایک حصہ ہے جن کا مقصد تبتی عوام کو ان کے بدھ مذہبی ورثے سے دور کرنا اور قومی اتحاد کیلئے خطرہ سمجھی جانے والی تبتی شناخت کو کمزور کرنا ہے۔ 1760 میں قائم ہونے والی وزیر سیرشول خانقاہ علاقے میں بدھ مت کے گیلوگ مکتب کی سب سے بڑی مذہبی درسگاہ سمجھی جاتی ہے۔ 2012 میں سرکاری پابندیوں کے بعد یہاں تقریباً 500 راہب موجود تھے، جبکہ بعد کے اندازوں کے مطابق ان کی تعداد 200 سے 1,200 کے درمیان رہ گئی ہے۔ تبت میں مذہبی آزادی، بدھ خانقاہوں کی مسماری اور مذہبی رہنماؤں کے انتخاب میں چینی مداخلت کے الزامات ایک مرتبہ پھر بین الاقوامی توجہ کا مرکز بن گئے ہیں۔

چین کے بڑے بینکوں کے قرضوں نے زیمبیا کو شدید معاشی بحران میں دھکیل دیا

اربوں ڈالر کے قرضوں کا انکشاف

لوساکا۔ 31 راکتوبر۔ ایم این این۔ چین کے بڑے سرکاری بینکوں کی جانب سے زیمبیا کو دیے گئے اربوں ڈالر کے قرضوں اور تحت ڈھانچے نے افریقی ملک کو سنگین معاشی بحران میں مبتلا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ نئی تحقیقات میں انکشاف ہوا ہے کہ چین نے بنیادی اداروں کی تعمیر کے نام پر ایسے منصوبوں کے لیے قرضے فراہم کیے جن کی واپسی زیمبیا کی مالی استطاعت سے باہر تھی۔ تحقیقات کے مطابق چین کے انڈسٹریل اینڈ کمرشل بینک آف چائنا (ICBC) نے 2011 میں زیمبیا کی سرکاری بجلی کمپنی زیسکو کو تقریباً 28 کروڑ 50 لاکھ ڈالر کا قرض دیا۔ بعد میں چینی بینکوں نے بجلی گھروں، سڑکوں، ہوائی اڈوں اور دیگر منصوبوں کے لیے مزید اربوں ڈالر فراہم کیے۔ ان قرضوں سے چینی تعمیراتی کمپنیوں کو بڑے ٹھیکے ملے، جبکہ مالی ثمرات اور قرضوں کی واپسی کی ذمہ داری زیمبیا پر عائد ہوئی۔ متعدد منصوبوں میں شفافیت اور اقتصادی افادیت پر بھی سوالات اٹھائے گئے۔ 2021 کے ایک جائزے کے مطابق زیمبیا پر چینی مالیاتی اداروں کا مجموعی بیرونی قرض تقریباً 6.6 ارب ڈالر تھا، جو حکومت کی جانب سے پہلے ظاہر کردہ بعض اعداد و شمار سے تقریباً دوگنا تھا۔ زیمبیا 2020 میں اپنے بیرونی قرضوں کی ادائیگی میں ناکام ہو گیا۔ معاشی مشکلات کے ساتھ شدید خشک سالی نے بجلی کی پیداوار کو بھی متاثر کیا، جس کے نتیجے میں طویل لوڈ شیڈنگ، کاروباروں کی بندش، زرعی نقصانات اور مہنگائی نے عام شہریوں کی زندگی مشکل بنا دی۔ انکشاف ہوا کہ مالی مشکلات کے باوجود چینی بینک قرضوں کی وصولی کے لیے سخت مؤقف اختیار کرتے رہے۔ تاہم چین نے ان الزامات کو مسترد کرتے ہوئے مؤقف اختیار کیا کہ اس کی مالی معاونت ترقی پذیر ممالک کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ بعد میں چین نے قرضوں کی تنظیمِ نو کے بین الاقوامی مذاکرات میں تعاون کیا اور 2024 میں اہم معاہدوں پر اصولی اتفاق ہوا۔ 2026 تک قرضوں کی تنظیمِ نو کے بیشتر مذاکرات مکمل ہو چکے تھے۔ اس بحران نے زیمبیا میں چین کے اقتصادی اثر و رسوخ پر عوامی اعتماد کو بھی متاثر کیا۔ سروے کے مطابق 2014 میں 72 فیصد شہری چین کے اثر و رسوخ کو مثبت سمجھتے تھے، لیکن 2022 میں یہ شرح گھٹ کر صرف 42 فیصد رہ گئی۔ زیمبیا کا تجربہ اس بحث کو مزید تقویت دیتا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں چین کے بڑے قرضوں اور بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کے طویل مدتی معاشی نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔

چین کی غیر معمولی فوجی توسیع سے جنوب مشرقی ایشیا میں شدید دباؤ اور کشیدگی۔ آسٹریلیا کا انتباہ



سیبو (فلپائن)۔ 31 راکتوبر۔ ایم این این۔ آسٹریلیا کے نائب وزیراعظم اور وزیر دفاع رچرڈ مارلس نے خبردار کیا ہے کہ چین کی تیزی سے بڑھتی ہوئی فوجی طاقت جنوب مشرقی ایشیا میں شدید دباؤ اور علاقائی عدم استحکام کا سبب بن رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیجنگ کی فوجی سرگرمیوں میں غیر معمولی اضافے نے خطے کے ممالک کے لیے سنگین سلامتی چیلنج پیدا کر دیے ہیں۔ فلپائن کے شہر سیبو میں آسیان وزرائے دفاع کے اجلاس کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے رچرڈ مارلس نے کہا کہ چین دوسری عالمی جنگ کے بعد دنیا کی سب سے بڑی روایتی فوجی توسیع کر رہا ہے، لیکن اس نے اب تک واضح نہیں کیا کہ اتنے بڑے پیمانے پر فوجی طاقت بڑھانے کا مقصد کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چین کے بڑھتے ہوئے جارحانہ رویے اور فوجی سرگرمیوں نے پورے خطے میں تشویش پیدا کر دی ہے۔ آسٹریلیا کے لیے بحیرہ جنوبی چین کی صورتحال براہِ راست اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ کچھ لے اور درمیانے درجے کے ممالک کی سلامتی انہی اصولوں پر منحصر ہے۔ یکطرفہ طور پر جنوبی چین میں چین کی فوجی سرگرمیاں مسلسل تنازع کا باعث بنی ہوئی ہیں۔ بیجنگ اس سمندری علاقے کے بیشتر حصے پر حاکمیت کا دعویٰ کرتا ہے، حالانکہ 2016 کے ایک بین الاقوامی ثالثی فیصلے نے اس کے وسیع تاریخی حقوق کے دعووں کی قانونی بنیاد مسترد کر دی تھی۔ چینی بحریہ اور کوسٹ گارڈ کے سینکڑوں جہاز متنازع سمندری علاقوں میں گشت کرتے ہیں۔ فلپائن کے مطابق تصادم کے دوران بعض متنازع علاقوں میں چینی فوجی اور کوسٹ گارڈ کی موجودگی تقریباً دوگنی ہو گئی تھی۔ اس دوران چین اور فلپائن کے درمیان سمندری حدود میں کشیدگی بھی بڑھ گئی ہے۔ بیجنگ نے فیلپا پر آسیان دفاعی اجلاس میں چینی نمائندگی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کا الزام لگایا، جس کے بعد چینی وزیر دفاع ڈونگ جون اجلاس میں شریک نہیں ہوئے اور ان کی جگہ ایک وفاقی اتاشی نے شرکت کی۔ فلپائن نے چینی الزامات سے اختلاف کرتے ہوئے واضح کیا کہ بیجنگ کو اجلاس میں اپنا مؤقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا تھا۔ رچرڈ مارلس نے بتایا کہ آسٹریلیا، امریکہ، جاپان اور فلپائن پر مشتمل غیر رسمی دفاعی گروپ کے نمائندوں نے بھی ملاقات کی ہے، جس میں دفاعی پالیسیوں میں زیادہ قریبی تعاون اور علاقائی سلامتی کو مضبوط بنانے پر اتفاق کیا گیا۔ آسٹریلیا اس سے قبل جنوبی بحرالکاہل میں چین کے جوہری جنجیار لے جانے کی صلاحیت رکھنے والے میزائل کے تجربے پر بھی احتجاج کر چکا ہے اور اسے خطے کے استحکام کے لیے خطرناک قرار دے چکا ہے۔ دوسری جانب چین نے آسٹریلوی وزیر دفاع کے الزامات مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی فوجی صلاحیتوں میں اضافہ قومی خودمختاری، سلامتی اور ترقیاتی مفادات کے تحفظ کے لیے ہے، کسی دوسرے ملک کو نشانہ بنانے کے لیے نہیں۔ خطے میں بڑھتی ہوئی فوجی سرگرمیوں اور بحری کشیدگی کے دوران آسٹریلیا، امریکہ، جاپان اور فلپائن کا دفاعی تعاون مزید اہمیت اختیار کر رہا ہے، جبکہ جنوب مشرقی ایشیا کی سلامتی اور طاقت کے توازن پر خدشات بڑھ رہے ہیں۔

پاکستان میں صحافت شدید دباؤ کا شکار

صحافیوں پر تشدد، جبری گمشدگیوں اور قانونی کارروائیوں کے سنگین انکشافات

اسلام آباد۔ 31 راکتوبر۔ ایم این این۔



پاکستان میں آزادیٔ صحافت کی صورتحال تشویش ناک ہوتی جا رہی ہے۔ آئینی ضمانتوں اور صحافیوں کے تحفظ کے قوانین کے باوجود ملک بھر میں صحافیوں کو دھمکیوں، گرفتاریوں، قانونی مقدمات اور جبری گمشدگیوں کا سامنا ہے۔ تازہ اعداد و شمار کے مطابق اپریل 2025 سے مارچ 2026 کے دوران صحافیوں کے خلاف کم از کم 129 واقعات رپورٹ کیے گئے۔ ان واقعات میں دو صحافیوں کو قتل، پانچ کو جان سے مارنے کی دھمکیاں، 58 قانونی مقدمات اور جبری اغوا یا گمشدگی کے دو واقعات شامل ہیں۔ مزید 11 واقعات میں دھمکیوں کے ساتھ عملی نقصان پہنچانے کی اطلاعات بھی سامنے آئیں۔ لاہور میں پاکستان تحریک انصاف کی ایک سیاسی ریلی کی کوریج کے دوران صحافی علی طلحت چوہدری پر مبینہ پولیس تشدد کا واقعہ بھی سامنے آیا ہے۔ صحافی کے مطابق وہ غیر پختونخوا کے وزیراعلیٰ سہیل آفریدی سے سوال کرنے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے کہ سادہ لباس اہلکاروں نے انہیں پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنایا۔ علی طلحت کے مطابق پولیس اہلکار انہیں زبردستی قیدیوں کی گاڑی کی طرف لے جا رہے تھے، تاہم وزیراعلیٰ کی سیکیورٹی ٹیم کی مداخلت پر انہیں رہا کر دیا گیا۔ اس دوران ان کا موبائل فون لوٹ لیا گیا، موبائل فون کو نقصان پہنچایا اور انہیں جسمانی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ صحافی کا کہنا ہے کہ واقعے کے بعد سے وہ مسلسل شدید سر درد میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے پولیس کے رویے اور صحافیوں کے خلاف بڑھتی ہوئی کارروائیوں کے تناظر میں عدالتِ عظمیٰ سے مقدمہ درج نہ کرانے کا فیصلہ کیا۔ اسی روز صحافی آمنہ نایاب سرور کو بھی مبینہ طور پر پنجاب پولیس نے غیر قانونی حراست میں لے کر ٹیکنیکل سائبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی کے حوالے کر دیا۔ پاکستان میں صحافیوں کے خلاف الیکٹرانک جرائم کی روک تھام کے قانون، پیکا کے استعمال پر بھی سنگین سوالات اٹھ رہے ہیں۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کا کہنا ہے کہ 2025 میں کی گئی ترامیم کے بعد اس قانون کو صحافیوں اور حکومت کے ناقدین کے خلاف قانونی ہراساں کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ آزادیٔ صحافت کے عالمی اشاریے میں پاکستان 2025 میں 158 ویں نمبر پر تھا، جبکہ 2026 میں اس کی پوزیشن معمولی بہتری کے ساتھ 153 ویں نمبر پر پہنچ گئی۔ اس کے باوجود صحافیوں کے تحفظ سے متعلق خدشات برقرار ہیں۔ رپورٹ کے مطابق صحافیوں کے خلاف درج ہونے والے تقریباً 60 فیصد واقعات میں ریاستی اداروں یا حکام کو مبینہ طور پر ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ تاہم یہ الزامات ہیں، تمام معاملات میں عدالتی طور پر ذمہ داری ثابت نہیں ہوئی۔ پاکستانی حکومت کا مؤقف ہے کہ وہ آزادیٔ صحافت کے تحفظ اور صحافیوں کو محفوظ ماحول فراہم کرنے کے لیے پرعزم ہے۔ وزیراعظم شہباز شریف بھی صحافیوں کے خلاف جرائم کی روک تھام اور ان کے تحفظ کے لیے اقدامات کی تلقین دہرا چکے ہیں۔ اس کے باوجود انسانی حقوق کے کارکنوں کا کہنا ہے کہ قوانین کی موجودگی اور ان کے عملی نفاذ کے درمیان واضح فرق ہے۔ صحافیوں کے خلاف تشدد، دھمکیوں اور جبری گمشدگیوں کے واقعات پر مؤثر کارروائی نہ ہونے سے خوف اور خود ساختہ سنسرشپ کا ماحول پیدا ہو رہا ہے۔ پاکستان میں آزادیٔ صحافت کی صورتحال نے ایک بار پھر بنیادی سوال کھڑا کر دیا ہے کہ جب صحافی اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں انجام دیتے ہوئے خود کو تحفظ سے محروم محسوس کرتے ہوں تو عوام تک آزادانہ اور غیر جانبدارانہ معلومات کی فراہمی کیسے یقینی بنائی جا سکتی ہے۔

چین میں جبری گمشدگیوں کا خوفناک نظام بے نقاب

غیر ملکی شہری، صحافی اور انسانی حقوق کے کارکن نشانے پر

بیجنگ۔ 31 راکتوبر۔ ایم این این۔ چین میں حکمران کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے جبری گمشدگیوں اور خفیہ حراست کے ایک وسیع نظام کے استعمال کے سنگین الزامات سامنے آئے ہیں۔ ایک نئی کتاب میں ان افراد کی دل دہلا دینے والی داستانیں بیان کی گئی ہیں جنہیں چینی سیکیورٹی اداروں نے گرفتار کر کے طویل عرصے تک نامعلوم مقامات پر رکھا، جہاں انہیں قانونی مدد اور اہل خانہ سے رابطے کی سہولت میسر نہیں تھی۔ چین میں اس نظام کو ریزیڈینشل سرویلنس ایٹ اے ڈیزگنیٹڈ لوکیشن (RSDL) کہا جاتا ہے۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کے مطابق یہ دراصل جبری گمشدگی کا ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے حکام افراد کو عام عدالتی نگرانی سے دور خفیہ مقامات پر قید کر سکتے ہیں۔ تازہ انکشافات کے مطابق اس نظام کا نشانہ صرف چینی شہری نہیں بلکہ امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، آسٹریلیا، جاپان اور دیگر ممالک کے شہری بھی بن چکے ہیں۔ حالیہ واقعات میں ایک چیک شہری کی حراست بھی شامل ہے، جس کے بارے میں الزام ہے کہ اسے چینی حکام نے ایک مبینہ چینی جاسوس کی رہائی کے لیے چیک حکومت پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے گرفتار کیا۔ اسی طرح امریکی شہریوں، نایاب معدنیات کے شعبے سے وابستہ دو جاپانی کاروباری شخصیات، ایک چینی صحافی اور متعدد ویغور انسانی حقوق کے کارکنوں کی حراست کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں۔ نئی کتاب وی وِٹنیس ریپریسڈ آف وی ڈس اپیئرڈ کے تیسرے ایڈیشن میں متاثرین نے اپنی روداد خود بیان کی ہے۔ ان میں سابق کینیڈین سفارت کار مائیکل کوورگ، آسٹریلوی صحافی چینگ لی اور تائیوان کے انسانی حقوق کے کارکن لی منگ چے بھی شامل ہیں۔ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ بعض غیر ملکی شہریوں کی حراست کو مبینہ طور پر سفارتی دباؤ، تجارتی مذاکرات اور قیدیوں کے تبادلے میں سودے بازی کے لیے استعمال کیا گیا۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کا الزام ہے کہ بیجنگ میں ہزاروں نہیں بلکہ دسیوں ہزار افراد اس خفیہ حراستی نظام کا سامنا کر چکے ہیں۔ ان میں وکلا، صحافی، مذہبی آزادی کے حامی اور سول سوسائٹی کے کارکن شامل ہیں۔ متاثرین کی گواہیوں میں خفیہ قید کے نفسیاتی اثرات، غیر یقینی صورتحال، اہل خانہ سے جبری علیحدگی اور بنیادی قانونی حقوق سے محرومی کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاہم ان داستانوں کا ایک اہم پہلو متاثرین کی غیر معمولی ہمت اور مزاحمت بھی ہے۔ متعدد افراد رہائی کے بعد خاموش رہنے کے بجائے انسانی حقوق کے تحفظ اور جبری گمشدگیوں کے خلاف سرگرم ہو گئے۔ تاکیو ان کے انسانی حقوق کے کارکن لی منگ چے بھی شامل ہیں۔ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ بعض غیر ملکی شہریوں کی حراست کو مبینہ طور پر سفارتی دباؤ، تجارتی مذاکرات اور قیدیوں کے تبادلے میں سودے بازی کے لیے استعمال کیا گیا۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کا الزام ہے کہ بیجنگ میں ہزاروں نہیں بلکہ دسیوں ہزار افراد اس خفیہ حراستی نظام کا سامنا کر چکے ہیں۔ ان میں وکلا، صحافی، مذہبی آزادی کے حامی اور سول سوسائٹی کے کارکن شامل ہیں۔ متاثرین کی گواہیوں میں خفیہ قید کے نفسیاتی اثرات، غیر یقینی صورتحال، اہل خانہ سے جبری علیحدگی اور بنیادی قانونی حقوق سے محرومی کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاہم ان داستانوں کا ایک اہم پہلو متاثرین کی غیر معمولی ہمت اور مزاحمت بھی ہے۔ متعدد افراد رہائی کے بعد خاموش رہنے کے بجائے انسانی حقوق کے تحفظ اور جبری گمشدگیوں کے خلاف سرگرم ہو گئے۔

تھائی لینڈ سے دو ایغور مسلمانوں کو چین بھیجنے کا خطرہ، تشدد اور جبری گمشدگی کے خدشات

بنکاک، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ تھائی لینڈ میں زیر حراست دو ایغور مسلمانوں کو چین واپس بھیجے جانے کے خدشے نے انسانی حقوق کے حوالے سے نئی تشویش پیدا کر دی ہے۔ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ چین واپسی پر انہیں تشدد، جبری گمشدگی اور سنگین انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا سامنا کر سکتے ہیں۔ دونوں افراد کو 21 اکتوبر کو شاہی معافی ملنے کے بعد عام جیل سے امیگریشن حراستی مرکز منتقل کیا گیا تھا، جہاں پانچ ایغور مسلمانوں میں شامل ہیں جو 2014 سے تھائی لینڈ میں زیر حراست ہیں۔ تقریباً 300 ایغور مسلمان چین میں مبینہ ظلم و ستم سے بچنے کے لیے فرار ہوئے تھے، تاہم انہیں تھائی لینڈ اور ملائیشیا کی سرحد کے قریب گرفتار کر لیا گیا تھا۔ سال 2015 میں تھائی حکام نے تقریباً 100 ایغور مسلمانوں کو چین واپس بھیجا تھا، جبکہ فروری 2025 میں مزید 40 افراد کو ملک بدر کیا گیا۔ ان 40 افراد کے بارے میں اب تک کوئی مصدقہ معلومات سامنے نہیں آ سکیں اور ان کے اہل خانہ بھی ان سے رابطہ نہیں کر سکے ہیں۔ زیر حراست ایغور مسلمانوں کو طویل عرصے تک قانونی مدد، مناسب طبی سہولتوں اور بنیادی انسانی ضروریات سے محروم رکھنے کے الزامات بھی سامنے آئے ہیں۔ حراست کے دوران پانچ افراد کی موت ہو چکی ہے۔ انسانی حقوق کے کارکنوں نے خبردار کیا ہے کہ مزید ایغور مسلمانوں کو چین کے حوالے کرنا بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے تھائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ باقی پانچ افراد کو رہا کر کے کسی محفوظ تیسرے ملک میں آباد کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اقوام متحدہ، یورپی یونین اور عالمی برادری سے بھی فوری مداخلت کی اپیل کی گئی ہے تاکہ ان افراد کو ممکنہ ظلم و ستم سے بچایا جا سکے۔ تاحال ان دو افراد کی ملک بدری کا کوئی حتمی سرکاری فیصلہ سامنے نہیں آیا ہے۔ انسانی حقوق کے کارکنوں نے خبردار کیا ہے کہ مزید ایغور مسلمانوں کو چین کے حوالے کرنا بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے تھائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ باقی پانچ افراد کو رہا کر کے کسی محفوظ تیسرے ملک میں آباد کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اقوام متحدہ، یورپی یونین اور عالمی برادری سے بھی فوری مداخلت کی اپیل کی گئی ہے تاکہ ان افراد کو ممکنہ ظلم و ستم سے بچایا جا سکے۔ تاحال ان دو افراد کی ملک بدری کا کوئی حتمی سرکاری فیصلہ سامنے نہیں آیا ہے۔

عمران خان کی بہن کی بگڑتی صحت پر تحریک انصاف کا اظہارِ تشویش

پاکستانی حکام سے فوری اقدامات کا مطالبہ



اسلام آباد، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ پاکستان میں سابق وزیراعظم عمران خان کی جماعت پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) نے ان کی بہن کی بگڑتی ہوئی صحت پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے متعلقہ حکام سے فوری توجہ اور مناسب طبی سہولتوں کی فراہمی کا مطالبہ کیا ہے۔ پارٹی نے کہا ہے کہ عمران خان کے اہل خانہ کی صحت اور سلامتی کو نظرانداز نہیں کیا جانا چاہیے اور کسی بھی قسم کی غفلت سے گریز ضروری ہے۔ یہ معاملہ ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب عمران خان اور ان کے اہل خانہ سے متعلق قانونی اور سیاسی تنازعات پاکستان کی سیاست میں مسلسل زیر بحث ہیں۔ تحریک انصاف نے زور دیا ہے کہ سیاسی اختلافات سے بالاتر ہو کر انسانی ہمدردی اور بنیادی حقوق کے اصولوں کا احترام کیا جائے۔ پارٹی کے مطابق عمران خان کے اہل خانہ کی صحت اور تحفظ کو یقینی بنانا متعلقہ اداروں کی ذمہ داری ہے۔

بنگلہ دیش کو مہنگائی کے ایک اور شدید جھٹکے کا خطرہ، معاشی ماہرین نے خبردار کر دیا

ڈھاکہ۔ 31 راکتوبر۔ ایم این این۔ بنگلہ دیش کی معیشت کو مہنگائی کی ایک اور شدید لہر کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ معاشی ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ عالمی سطح پر تیل کی بڑھتی ہوئی

چین کی غیر معمولی فوجی توسیع سے جنوب مشرقی ایشیا میں شدید دباؤ اور کشیدگی: آسٹریلیا کا انتباہ

سیبو (فلپائن)۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ آسٹریلیا کے نائب وزیر اعظم اور وزیر دفاع رچرڈ مارلس نے خبردار کیا ہے کہ چین کی تیزی سے بڑھتی ہوئی فوجی طاقت جنوب مشرقی ایشیا میں شدید دباؤ اور علاقائی عدم استحکام کا سبب بن رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیجنگ کی فوجی سرگرمیوں میں غیر معمولی اضافے نے خطے کے ممالک کے لیے سنگین سلامتی چیلنج پیدا کر دیے ہیں۔ فلپائن کے شہر سیبو میں آسیان وزرائے دفاع کے اجلاس کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے رچرڈ مارلس نے کہا کہ چین دوسری عالمی جنگ کے بعد دنیا کی سب سے بڑی روایتی فوجی توسیع کر رہا ہے، لیکن اس نے اب تک واضح نہیں کیا کہ اتنے بڑے پیمانے پر فوجی طاقت بڑھانے کا مقصد کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چین کے بڑھتے ہوئے جارحانہ رویے اور فوجی سرگرمیوں نے پورے خطے میں تشویش پیدا کر دی ہے۔ آسٹریلیا کے لیے بین الاقوامی قوانین پر مبنی عالمی نظام کا تحفظ انتہائی اہم ہے، 2016 کے ایک بین الاقوامی ثالثی فیصلے نے اس کے وسیع تر بحری حقوق کے دعووں کی قانونی بنیاد مسترد کر دی تھی۔ چینی بحریہ



کی تیزی سے بڑھتی ہوئی فوجی طاقت جنوب مشرقی ایشیا میں شدید دباؤ اور علاقائی عدم استحکام کا سبب بن رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیجنگ کی فوجی سرگرمیوں میں غیر معمولی اضافے نے خطے کے ممالک کے لیے سنگین سلامتی چیلنج پیدا کر دیے کیونکہ چھوٹے اور درمیانے درجے کے ممالک کی سلامتی انہی اصولوں پر منحصر ہے۔ بحیرہ جنوبی چین میں بیجنگ کی فوجی سرگرمیاں مسلسل تنازع کا باعث بنی ہوئی ہیں۔ بیجنگ اس سمندری علاقے کے بیشتر حصے پر ملکیت کا دعویٰ کرتا ہے، حالانکہ اور کوسٹ گارڈ کے بیڑوں، جہاز تنازع سمندری علاقوں میں گشت کرتے ہیں۔ فلپائن کے مطابق حقیر کے دوران بعض متنازع علاقوں میں چینی فوجی اور کوسٹ گارڈ کی موجودگی تقریباً دوگنی ہو گئی تھی۔ اس دوران چین اور فلپائن کے درمیان سلاری کشیدگی بھی بڑھ گئی ہے۔ بیجنگ نے منیلا پر آسیان دفاعی اجلاس میں چینی نمائندگی کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کا الزام لگایا، جس کے بعد چینی وزیر دفاع ڈونگ جون اجلاس میں شریک نہیں ہوئے اور ان کی جگہ ایک دفاعی اتاشی نے شرکت کی۔ فلپائن نے چینی الزامات سے اختلاف کرتے ہوئے واضح کیا کہ بیجنگ کو اجلاس میں اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا گیا تھا۔ رچرڈ مارلس نے بتایا کہ آسٹریلیا، امریکہ، جاپان اور فلپائن پر مشتمل غیر رسمی دفاعی گروپ کے نمائندوں نے بھی ملاقات کی ہے، جس میں دفاعی پالیسیوں میں زیادہ قریبی تعاون اور علاقائی سلامتی کو مضبوط بنانے پر اتفاق کیا گیا۔ آسٹریلیا اس سے قبل جنوبی بحر الکاہل میں چین کے جوہری ہتھیار لے جانے کی صلاحیت رکھنے والے میزائل کے تجربے پر بھی احتجاج کر چکا ہے اور اسے خطے کے استحکام کے لیے خطرناک قرار دے چکا ہے۔ دوسری جانب چین نے آسٹریلوی وزیر دفاع کے الزامات مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی فوجی صلاحیتوں میں اضافہ قومی خود مختاری، سلامتی اور ترقیاتی مفادات کے تحفظ کے لیے ہے، کسی دوسرے ملک کو نشانہ بنانے کے لیے نہیں۔ خطے میں بڑھتی ہوئی فوجی سرگرمیوں اور بحری تنازعات کے درمیان آسٹریلیا، امریکہ، جاپان اور فلپائن کا دفاعی تعاون مزید اہمیت اختیار کر رہا ہے، جبکہ جنوب مشرقی ایشیا کی سلامتی اور طاقت کے توازن پر خدشات بڑھ رہے ہیں۔

تبت میں بدھ خانقاہوں کی مسماری پر امریکہ کا چین سے مذہبی آزادی میں مداخلت بند کرنے کا مطالبہ

واشنگٹن۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ امریکہ نے تبت میں بدھ مت کی خانقاہوں اور راہبوں کی رہائش گاہوں کی مسماری پر شدید تشویش ظاہر کرتے ہوئے چین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ تبتی عوام کی مذہبی آزادی میں مداخلت فوری طور پر بند کرے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے 29 اکتوبر کو جاری بیان میں چین کے صوبہ یجوان کے علاقے کارزے میں واقع تاریخی وزاسیر شول گومپا خانقاہ میں تقریباً 200 بدھ راہبوں کی رہائش گاہوں کو منہدم کیے جانے کی اطلاعات پر ردعمل ظاہر کیا۔ اطلاعات کے مطابق چینی حکام نے 25 اور 26 اکتوبر کو مسماری کی کارروائی شروع کی۔ مقامی ذرائع کا کہنا ہے کہ اس اقدام سے راہبوں کی مذہبی زندگی شدید متاثر ہوئی ہے اور حکام مزید پابندیاں عائد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، جن کے تحت راہبوں کو خانقاہ میں رہنے سے بھی روکا جا سکتا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ نے کہا کہ یہ کارروائیاں چین کی اس وسیع پالیسی کا حصہ ہیں جس کے ذریعے تبتی مذہبی اداروں، مذہبی تعلیم اور خانقاہی زندگی کو حکومتی کنٹرول میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ امریکہ نے واضح کیا کہ تبتی بدھ مت کے پیروکاروں کو اپنے مذہب پر آزادانہ عمل کرنے، مذہبی رہنماؤں کی تربیت اور دلائی لامہ سمیت اپنے روحانی پیشواؤں کے انتخاب کا حق حاصل ہونا چاہیے، جس میں چینی حکومت کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔ رواں سال اگست میں بھی چینی حکام نے مشہور لارونگ گار بدھ تعلیمی مرکز میں راہبوں کی رہائش گاہوں کی مسماری دوبارہ شروع کی تھی۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کا الزام ہے کہ یہ کارروائیاں یکم جولائی 2026 کو نافذ ہونے والے چین کے نئے نسلی اتحاد کے قانون کے بعد تیز ہوئی ہیں۔ مذہبی آزادی کے امریکی کمیشن کے چیئرمین آصف محمود نے کہا کہ تبتی خانقاہوں کی مسماری چینی حکام کی ان کوششوں کا ایک حصہ ہے جن کا مقصد تبتی عوام کو ان کے بدھ مذہبی ورثے سے دور کرنا اور نسلی اکثریت کو جبری طور پر چینی ثقافت میں ضم کرنا ہے۔ 1760 میں قائم ہونے والی وزاسیر شول خانقاہ علاقے میں بدھ مت کے گیلوگ مکتب کی سب سے بڑی مذہبی درسگاہ بھی جانی جاتی ہے۔ 2012 میں سرکاری پابندیوں کے بعد یہاں تقریباً 500 راہب موجود تھے، جبکہ بعد کے اندازوں کے مطابق ان کی تعداد 1,200 سے تجاوز کر گئی تھی۔ تبت میں مذہبی آزادی، بدھ خانقاہوں کی مسماری اور مذہبی رہنماؤں کے انتخاب میں چینی مداخلت کے الزامات ایک مرتبہ پھر بین الاقوامی توجہ کا مرکز بن گئے ہیں۔

چین کے بڑے بینکوں کے قرضوں نے زیمبیا کو شدید معاشی بحران میں دھکیل دیا

لوساکا۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ چین کے بڑے سرکاری بینکوں کی جانب سے زیمبیا کو دیے گئے اربوں ڈالر کے قرضوں اور سخت شرائط نے افریقی ملک کو سنگین معاشی بحران میں مبتلا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ نئی تحقیقات میں انکشاف ہوا ہے کہ بیجنگ نے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کے نام پر ایسے منصوبوں کے لیے قرضے فراہم کیے جن کی واپسی زیمبیا کی مالی استطاعت سے باہر تھی۔ تحقیقات کے مطابق چین کے اسٹریٹیل ایڈ کریڈٹ فینانس بینک آف چائنا (ICBC) نے 2011 میں زیمبیا کی سرکاری بجلی کمپنی زیسکو کو تقریباً 28 کروڑ 50 لاکھ ڈالر کا قرض دیا۔ بعد میں چینی بینکوں نے بجلی گھروں، سڑکوں، ہوائی اڈوں اور دیگر منصوبوں کے لیے مزید اربوں ڈالر فراہم کیے۔ ان قرضوں سے چینی تعمیراتی کمپنیوں کو بڑے ٹھیکے ملے، جبکہ مالی شفافیت اور قرضوں کی واپسی کی ذمہ داری زیمبیا پر عائد ہوئی۔ متعدد منصوبوں میں شفافیت اور اقتصادی افادیت پر بھی سوالات اٹھائے گئے۔ 2021 کے ایک جائزے کے مطابق زیمبیا پر چینی مالیاتی اداروں کا مجموعی بیرونی قرض تقریباً 6.6 ارب ڈالر تھا، جو حکومت کی جانب سے پہلے ظاہر کردہ بعض اعداد و شمار سے تقریباً دوگنا تھا۔ زیمبیا 2020 میں اپنے بیرونی قرضوں کی ادائیگی میں ناکام ہو گیا۔ معاشی مشکلات کے ساتھ شدید خشک سالی نے بجلی کی پیداوار کو بھی متاثر کیا، جس کے نتیجے میں طویل لوڈ شیڈنگ، کاروباروں کی بندش، زرعی نقصانات اور مہنگائی نے عام شہریوں کی زندگی مشکل بنا دی۔ انکشاف ہوا کہ مالی مشکلات کے باوجود چینی بینک قرضوں کی وصولی کے لیے سخت مؤقف اختیار کرتے رہے۔ تاہم چین نے ان الزامات کو مسترد کرتے ہوئے مؤقف اختیار کیا کہ اس کی مالی معاونت ترقی پذیر ممالک کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ بعد میں چین نے قرضوں کی تنظیم نو کے بین الاقوامی مذاکرات میں تعاون کیا اور 2024 میں اہم معاہدوں پر اصولی اتفاق ہوا۔ 2026 تک قرضوں کی تنظیم نو کے بیشتر مذاکرات مکمل ہو چکے تھے۔ اس بحران نے زیمبیا میں چین کے اقتصادی اثر و رسوخ پر عوامی اعتماد کو بھی متاثر کیا۔ سروے کے مطابق 2014 میں 72 فیصد شہری چین کے اثر و رسوخ کو مثبت سمجھتے تھے، لیکن 2022 میں یہ شرح گھٹ کر صرف 42 فیصد رہ گئی۔ زیمبیا کا تجربہ اس بحث کو مزید تقویت دیتا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں چین کے بڑے قرضوں اور بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں کے طویل مدتی معاشی نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔

چین کی مبینہ جاسوسی سازش میں این ویڈیا کے سربراہ کو نشانہ بنانے کا انکشاف

واشنگٹن، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ امریکہ کی معروف ٹیکنالوجی کمپنی این ویڈیا (Nvidia) کے سربراہ جینسن ہوانگ کو چین سے منسلک ایک مبینہ جاسوسی سازش کا ہدف بنائے جانے کی اطلاعات سامنے آئی ہیں، جس نے امریکہ اور چین کے درمیان ٹیکنالوجی اور قومی سلامتی سے متعلق خدشات کو ایک بار پھر نمایاں کر دیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق مبینہ سازش کا تعلق چین کی جانب سے امریکی ٹیکنالوجی اور حساس معلومات تک رسائی حاصل کرنے کی کوششوں سے بتایا جا رہا ہے۔ تاہم سازش کی نوعیت، اس میں ملوث افراد اور تکنہ مقاصد کی مکمل تفصیلات کی تصدیق نہیں ہو سکی ہے۔ این ویڈیا دنیا کی اہم ترین مصنوعی ذہانت اور سیمی کنڈکٹر ٹیکنالوجی کمپنیوں میں شامل ہے۔ اس کے جدید چپس مصنوعی ذہانت، ڈیٹا سینٹرز اور اعلیٰ کارکردگی والے کمپیوٹنگ نظام میں استعمال ہوتے ہیں۔ امریکہ اور چین کے درمیان جدید سیمی کنڈکٹرز، مصنوعی ذہانت اور حساس ٹیکنالوجی کی برآمدات پر پہلے ہی شدید اختلافات موجود ہیں۔ واشنگٹن نے قومی سلامتی کے خدشات کے تحت چین کو بعض جدید چپس کی فروخت پر پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ مبینہ جاسوسی سازش کی اطلاعات ایسے وقت سامنے آئی ہیں جب عالمی ٹیکنالوجی کی صنعت میں این ویڈیا کی اہمیت مسلسل بڑھ رہی ہے اور مصنوعی ذہانت کے شعبے میں امریکی اور چینی کمپنیوں کے درمیان مقابلہ تیز ہو رہا ہے۔ اس واقعے نے اہم ٹیکنالوجی کمپنیوں کے اعلیٰ عہدیداروں کی سلامتی اور حساس صنعتی معلومات کے تحفظ سے متعلق نئے سوالات پیدا کیے ہیں۔

پاکستان کے زیرِ قبضہ جموں و کشمیر میں پانچ شہریوں کی مبینہ ہلاکت

مظفر آباد، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ پاکستان کے زیر قبضہ جموں و کشمیر میں پانچ شہریوں کی مبینہ ہلاکت کے واقعے پر ایک کشمیری انسانی حقوق کے کارکن نے شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عالمی برادری سے فوری مداخلت کا مطالبہ کیا ہے۔ کارکن نے مبینہ ہلاکتوں کی مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ واقعے کے حالات کی آزادانہ اور شفاف تحقیقات کی جائیں اور ذمہ دار افراد کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے۔ پاکستان کے زیر قبضہ جموں و کشمیر میں شہری حقوق، سیاسی آزادیوں اور سیکیورٹی اداروں کے کردار کے حوالے سے پہلے بھی احتجاج اور شکایات سامنے آتی رہی ہیں۔ مبینہ طور پر پانچ شہریوں کی ہلاکت نے علاقے میں انسانی حقوق کے تحفظ اور شہریوں کی سلامتی سے متعلق خدشات کو مزید نمایاں کیا ہے۔ انسانی حقوق کے کارکن نے بین الاقوامی اداروں سے اپیل کی ہے کہ وہ صورتحال کا نوٹس لیں اور شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کریں۔ واقعے میں پانچ شہریوں کی ہلاکت کی آزادانہ تصدیق اور ذمہ داری کے تعین کے لیے مزید معلومات درکار ہیں۔

سندھ طاس معاہدے پر بھارت کے قومی مفادات کو اولین ترجیح دینے کی ضرورت: ماہر کا مؤقف

نئی دہلی، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان سندھ طاس آبی معاہدے پر جاری بحث میں ایک تجزیہ کار نے زور دیا ہے کہ کسی بھی فیصلے میں بھارت کے قومی مفادات، آبی تحفظ اور طویل مدتی ترقیاتی ضروریات کو بنیادی اہمیت دی جانی چاہیے۔ سندھ طاس معاہدہ 1960 میں طے پایا تھا، جس کے تحت دونوں ممالک کے درمیان دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا نظام قائم کیا گیا۔ تاہم گزشتہ کئی دہائیوں میں دوطرفہ کشیدگی، سلامتی کے مسائل اور آبی وسائل کے استعمال پر اختلافات کے باعث یہ معاہدہ مسلسل بحث کا موضوع رہا ہے۔ بھارت کا مؤقف رہا ہے کہ بدلتے ہوئے حالات، آبادی میں اضافے، توانائی کی ضروریات اور سلامتی کے تقاضوں کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ نئی دہلی نے اپریل 2025 میں پہلگام دہشت گرد حملے کے بعد معاہدے کو معطل رکھنے کا اعلان کیا تھا۔ سندھ طاس معاہدے سے متعلق بحث میں جموں و کشمیر میں پن بجلی منصوبوں، آبپاشی کی ضروریات اور پانی کے بہتر انتظام کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ دوسری جانب پاکستان اس معاہدے کو اپنی زرعی معیشت اور آبی سلامتی کے لیے انتہائی اہم قرار دیتا ہے اور بھارت کے یکطرفہ اقدامات پر اعتراض کرتا رہا ہے۔ ماہرین کے مطابق دونوں ممالک کے درمیان آبی تنازعات کے حل کے لیے تناؤ، کشیدگی اور سفارتی پہلو اس کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ تاہم بھارتی نقطۂ نظر سے قومی سلامتی، ترقیاتی ضروریات اور آبی وسائل کے موثر استعمال کو اس بحث سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ سندھ طاس معاہدے کے مستقبل پر جاری بحث اس بنیادی سوال کے گرد گھوم رہی ہے کہ بدلتے ہوئے علاقائی حالات میں بھارت اپنے قومی مفادات اور آبی ضروریات کا تحفظ کس طرح یقینی بناتے ہے۔

بلوچستان میں پاکستانی فورسز پر متعدد حملے، جانی نقصانات کی اطلاعات

بلوچستان۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں پاکستانی فورسز اور دیگر اہداف پر متعدد حملوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں، جن میں فورسز کی چوکی، گاڑی اور راشن لے جانے والی گاڑی کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق علاقے کے علاقے رود خضدار میں پاکستانی فورسز کو حملے کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں جانی نقصانات کی اطلاعات ہیں۔ دوسری جانب بسیمہ کے علاقے درگ میں نامعلوم افراد نے پاکستانی فورسز کے زیر استعمال ایک چوکی کو دھماکہ خیز مواد نصب کر کے دھماکے سے تباہ کر دیا۔ قلعہ عبداللہ کے علاقے گلستان میں کیلوتھانے کی حدود میں سابق افغان فوج کے اہلکاروں کے کنٹرول رکھنے والی گاڑی پر بم حملے کی اطلاعات ہیں، جس میں جانی نقصانات کی بھی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ چاغی میں ٹگ اور دالبندین کے درمیان مسلح افراد نے پاکستانی فورسز کے لیے راشن لے جانے والی ایک گاڑی کو روک کر راشن اپنی تحویل میں لے لیا۔ مقامی ذرائع کے مطابق راشن کو لکڑی میں قائم فورسز کیمپ منتقل کیا جا رہا تھا۔ ادھر ہوشاپ میں بھی پاکستانی فورسز پر دو الگ الگ حملوں کی اطلاعات ہیں، علاقائی ذرائع کے مطابق آج صبح تقریباً سات بجے ہوشاپ زیرو پوائنٹ کے مقام پر فورسز کی ایک چوکی کو مسلح حملے میں نشانہ بنایا گیا۔

پاکستانی فوج نے افغان طالبان فورسز کی سرحدی چوکیوں کو نشانہ بنایا ہے: ریڈیو پاکستان کا دعویٰ

اسلام آباد۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ پاکستان کے سرکاری ذرائع ابلاغ نے سکیورٹی ذرائع کے حوالے سے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستانی فوج نے جنوبی وشمالی وزیرستان سے ملحقہ علاقوں میں افغان طالبان فورسز کی متعدد چوکیوں اور فوجی پوسٹ کو نشانہ بنایا ہے۔ ریڈیو پاکستان کے مطابق پاکستانی فوج کی حالیہ کارروائی گذشتہ سنیچر کو انگور اڈہ کے علاقے میں پاکستان افغان سرحد پر افغان طالبان کی جانب سے کی جانے والی بلا اشتعال فائرنگ کا جواب تھی۔ تاحال افغان طالبان کی جانب سے اس دعوے پر کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا ہے۔ پاکستان کے سرکاری ذرائع ابلاغ نے سکیورٹی ذرائع کے حوالے سے مزید دعویٰ کیا ہے کہ بھاری ہتھیاروں کے استعمال کے نتیجے میں افغان طالبان اہلکار اپنی چوکیاں چھوڑ کر فرار ہونے پر مجبور ہو گئے اور اس کارروائی میں افغان طالبان حکومت کے کئی اہلکار بھی ہلاک ہوئے ہیں۔ انگور اڈہ میں پاکستان اور افغان طالبان کے درمیان سرحدی جھڑپ کے دوران فائرنگ اور گولہ باری کے واقعے پر دونوں فریقوں کے بیانات میں اختلاف ہے۔ پاکستان اور افغان طالبان نے ایک دوسرے پر حملے کا آغاز کرنے کا الزام عائد کیا تھا۔ پاکستانی حکام کے مطابق جھڑپ میں ایک شہری ہلاک اور پانچ زخمی ہوئے، جبکہ افغان طالبان نے پاکستانی فورسز پر حملے کا الزام لگاتے ہوئے اپنے جانی نقصان کی تردید کی تھی۔ اس سے قبل پاکستان اور افغانستان کے سرحدی علاقے میں فائرنگ اور گولہ باری کے واقعے پر پاکستانی اور افغان طالبان حکام کی جانب سے متضاد بیانات سامنے آئے تھے۔

اور قریشیین نے ایک دوسرے پر حملہ شروع کرنے کا الزام عائد کیا تھا۔ پاکستانی حکام کا کہنا تھا کہ افغان طالبان حکام کی جانب سے کیے گئے حملے کے نتیجے میں انگور اڈہ میں ایک شہری ہلاک جبکہ پانچ زخمی ہوئے، جبکہ افغان طالبان حکام نے دعویٰ کیا کہ سرحدی جھڑپ کے دوران اُن کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ پاکستان میں لوئر وزیرستان کے ڈپٹی کمشنر مسرت زمان نے دعویٰ کیا تھا کہ منگل کی شام افغانستان کی جانب سے بلا اشتعال فائرنگ شروع ہوئی، جس کے بعد پاکستانی فورسز نے جوابی کارروائی کی اور افغانستان میں موجود چوکیوں اور مورچوں کو نشانہ بنایا گیا۔ ڈپٹی کمشنر نے دعویٰ کیا کہ اس کارروائی کے دوران افغان فورسز کے اہلکار مورچے چھوڑ کر فرار ہونے پر مجبور ہوئے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ افغان طالبان فورسز کی شہری آبادی پر فائرنگ سے ایک شخص ہلاک بھی ہوا۔ دوسری جانب افغان وزارت دفاع نے الزام عائد کیا کہ پاکستانی فوج نے گذشتہ روز دو پے در تقریباً ایک پیچ صوبہ پکتیکا میں بازار اور کمشنر آفس پر ڈرون حملے کیے۔ بیان میں دعویٰ کیا گیا کہ ان حملوں کے جواب میں افغان سیکیورٹی اور دفاعی فورسز نے قریبی پاکستانی فوجی اڈے اور چوکیوں کو نشانہ بنایا، جس میں متعدد پاکستانی فوجی ہلاک ہوئے جبکہ تنصیبات کو بھاری نقصان پہنچا۔ افغان طالبان کی وزارت نے دعویٰ کیا کہ حملوں کا آغاز پاکستانی فوج نے کیا تھا اور افغان فورسز نے اپنے دفاع اور علاقے کے تحفظ کے لیے جوابی کارروائی کی۔

چین نے متنازعہ جنوبی بحیرہ چین کے ساحلوں کے قریب آبی توپوں اور ڈرونز کی مشق کی

منیلا۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ سرکاری نشریاتی ادارے سی سی ٹی وی کے مطابق، چینی ساحلی محافظوں نے بحیرہ جنوبی چین میں دو متنازعہ چٹانوں کے قریب آبی توپوں اور ڈرونز کی ایک مشق کی ہے تاکہ ٹھیریلی خلاف ورزی کی تیاری کی جا سکے۔ چائنا کوسٹ گارڈ کے ایک ظریلا نے "حال ہی میں" سیکشہ تھا مس شوال اور سیوا شوال کے آس پاس کے پانیوں میں "جامع بحری قانون نافذ کرنے والی تربیت" کا انعقاد کیا۔ سی سی ٹی وی نے جمعہ کو یہ بتائے بغیر کہا کہ یہ کب ہوئے ہیں، وہ شوال - متنازعہ اسپراٹلی جزائر کا حصہ۔ بیجنگ کے جنوبی بحیرہ چین کے تنازعات کے مرکز میں ہیں جو حریف دعویدار فلپائن کے ساتھ ہیں۔ سی سی ٹی وی نے کہا کہ مشقوں میں غیر ملکی بحری جہازوں پر توجہ مرکوز کی گئی تھی جو "غیر قانونی طور پر" وہ شوال کے آس پاس کے پانیوں میں داخل ہو رہے تھے، جبکہ نگرانی، ٹریکنگ، سمندری ٹریفک کنٹرول اور چھوٹی کشتیوں کے ذریعے عملہ عملی کا احاطہ کیا گیا تھا۔ اس مشق میں وارننگ کی تھیناتی، ڈرون آپریشنز اور آبی توپوں کا استعمال کرنا بھی شامل تھا۔

چین میں شی جن پنگ کی کارروائیوں میں شدت

بیجنگ، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ چین میں صدر شی جن پنگ کی قیادت میں کمیونسٹ پارٹی کے اعلیٰ عہدیداروں کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ مزید تیز ہو گیا ہے۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے پانچویں اجلاس میں 33 سینئر رہنماؤں کو پارٹی سے نکال دیا گیا، جن میں فوج، دفاعی صنعت اور اہم سرکاری اداروں کے اعلیٰ عہدیدار شامل ہیں۔ برطرف کیے جانے والے افراد میں چین کی دفاعی اور صنعتی کمیشنوں کے سابق سربراہان یوان جی، وین گانگ، یو جیان لیجنگ اور جن ژونگ لونگ بھی شامل ہیں۔ ان میں سے کئی عہدیدار طویل عرصے سے عوامی منظر نامے سے غائب تھے۔ چین کی طاقتور سینٹرل ملٹری کمیشن، جو ملک کی مسلح افواج کی اعلیٰ ترین کمان ہے، میں بھی غیر معمولی صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔ سات رکنی کمیشن میں اب صرف دو ارکان، صدر شی جن پنگ اور ژانگ شینگ من، باقی رہ گئے ہیں۔ دیگر پانچ عہدیداروں کو مختلف کارروائیوں کے نتیجے میں ہٹا دیا گیا ہے۔ اسی طرح کمیونسٹ پارٹی کا طاقتور پولٹ بیورو بھی نامکمل ہے اور اس کے 25 میں سے صرف 22 ارکان موجود ہیں۔ سیاسی تجزیہ کاروں کے مطابق اعلیٰ فوجی افسران اور پارٹی رہنماؤں کی مسلسل برطرفیاں چین کی قیادت کے اندر اعتماد کی کمی اور ممکنہ داخلی اختلافات کی نشاندہی کرتی ہیں۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ بدعنوانی کے خلاف مہم کو سیاسی مخالفین اور غیر وفادار سمجھے جانے والے عہدیداروں کو ہٹانے کے لیے بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ تاہم چینی حکومت ان اقدامات کو بدعنوانی کے خاتمے، پارٹی نظم و ضبط کی بحالی اور حکومتی اداروں کو مضبوط بنانے کی کوشش قرار دیتی ہے۔ ماہرین نے خبردار کیا ہے کہ فوجی قیادت میں بڑے پیمانے پر خالی آسامیاں فیصلہ سازی اور دفاعی انتظامات کو متاثر کر سکتی ہیں۔ آئندہ سال ہونے والی کمیونسٹ پارٹی کی 21 ویں قومی کانگریس سے قبل ان کارروائیوں نے چین کے سیاسی مستقبل اور شی جن پنگ کی اقتدار پر گرفت کے حوالے سے نئی بحث چھیڑ دی ہے۔

تھائی لینڈ سے دو ایغور مسلمانوں کو چین بھیجنے کا خطرہ، تشدد اور جبری گمشدگی کے خدشات

بنکاک، 31 اکتوبر۔ ایم این این۔ تھائی لینڈ میں زیر حراست دو ایغور مسلمانوں کو چین واپس بھیجے جانے کے خدشے نے انسانی حقوق کے حوالے سے نئی تشویش پیدا کر دی ہے۔ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ چین واپسی پر انہیں تشدد، جبری گمشدگی اور سنگین انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ دونوں افراد کو 21 اکتوبر کو شای سعافی ملنے کے بعد عام جیل سے امیگریشن حراستی مرکز منتقل کیا گیا تھا۔ یہ ان پانچ ایغور مسلمانوں میں شامل ہیں جو 2014 سے تھائی لینڈ میں زیر حراست ہیں۔ تقریباً 300 ایغور مسلمان چین میں مبینہ ظلم و ستم سے بچنے کے لیے فرار ہوئے تھے۔ تاہم انہیں تھائی لینڈ اور ملائیشیا کی سرحد کے قریب گرفتار کر لیا گیا تھا۔ سال 2015 میں تھائی حکام نے تقریباً 100 ایغور مسلمانوں کو چین واپس بھیجا تھا، جبکہ فروری 2025 میں مزید 40 افراد کو ملک بدر کیا گیا۔ ان 40 افراد کے بارے میں اب تک کوئی مصدقہ معلومات سامنے نہیں آئیں اور ان کے اہل خانہ بھی ان سے رابطہ نہیں کر سکے ہیں۔ زیر حراست ایغور مسلمانوں کو طویل عرصے تک قانونی مدد، مناسب طبی سہولتوں اور بنیادی انسانی ضروریات سے محروم رکھنے کے الزامات بھی سامنے آتے رہے ہیں۔ انسانی حقوق کے کارکنوں نے خبردار کیا ہے کہ مزید ایغور مسلمانوں کو چین کے حوالے کرنا بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے تھائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ باقی پانچ افراد کو رہا کر کے کسی محفوظ تیسرے ملک میں آباد کرنے کا انتظام کیا جائے۔ اقوام متحدہ، یورپی یونین اور عالمی برادری سے بھی فوری مداخلت کی اپیل کی گئی ہے۔

پاکستان میں صحافت شدید دباؤ کا شکار

صحافیوں پر تشدد، جبری گمشدگیوں اور قانونی کارروائیوں کے سنگین انکشافات

اسلام آباد۔ 31 ر اکتوبر۔ ایم این این۔ پاکستان میں آزادیٔ صحافت کی صورتحال تشویش ناک ہوتی جا رہی ہے۔ آئینی ضمانتوں اور صحافیوں کے تحفظ کے قوانین کے باوجود ملک بھر میں صحافیوں کو تشدد، دھمکیوں، گرفتاریوں، قانونی مقدمات اور جبری گمشدگیوں کا سامنا ہے۔ تازہ اعداد و شمار کے مطابق اپریل 2025 سے مارچ 2026 کے دوران صحافیوں کے خلاف کم از کم 129 واقعات رپورٹ کیے گئے۔ ان واقعات میں دو صحافیوں کا قتل، پانچ کو جان سے مارنے کی دھمکیاں، 58 قانونی مقدمات اور جبری اغوا یا گمشدگی کے دو واقعات شامل ہیں۔ مزید 11 واقعات میں دھمکیوں کے ساتھ عملی نقصان پہنچانے کی اطلاعات بھی سامنے آئیں۔ لاہور میں پاکستان تحریک انصاف کی ایک سیاسی ریلی کی کوریج کے دوران صحافی علی طلحت چوہدری پر مبینہ پولیس تشدد کا واقعہ بھی سامنے آیا ہے۔ صحافتی کے مطابق خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ کیپٹل آفریدی سے سوال کرنے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے کہ سادہ لباس اہلکاروں نے انہیں پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنایا۔ علی طلحت کے مطابق پولیس اہلکار انہیں زبردستی قیدیوں کی گاڑی کی طرف لے جا رہے تھے، تاہم وزیر اعلیٰ کی سیکیورٹی ٹیم کی مداخلت پر انہیں رہا کر دیا گیا۔ اس دوران ان کا موبائل فون ٹوٹ گیا، موبائل فون کو نقصان پہنچا اور انہیں جسمانی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ صحافی کا کہنا ہے کہ واقعے کے بعد سے وہ مسلسل شدید سر درد میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے پولیس کے رویے اور صحافیوں کے خلاف بڑھتی ہوئی کارروائیوں کے خوف سے مقدمہ درج نہ کرانے کا فیصلہ کیا۔ اسی روز صحافی آغا خبیث سرور کو بھی مبینہ طور پر بلوچستان پولیس نے غیر قانونی حراست میں لے کر مبینہ طور پر سانبر کرائم انویسٹی گیشن ایجنسی کے حوالے کر دیا۔ پاکستان میں صحافیوں کے خلاف انٹیلی جنس جرائم کی روک تھام کے قانون، پیکا، کے استعمال پر بھی سنگین سوالات اٹھ رہے ہیں۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کا کہنا ہے کہ 2025 میں کی گئی ترامیم کے بعد اس قانون کو صحافیوں اور حکومت کے ناقدین کے خلاف قانونی دباؤ ڈالنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ آزادیٔ صحافت کے عالمی اشاریے میں پاکستان 2025 میں 158 ویں نمبر پر تھا، جبکہ 2026 میں اس کی پوزیشن معمولی بہتری کے ساتھ 153 ویں نمبر پر پہنچ گئی۔ اس کے باوجود صحافیوں کے تحفظ سے متعلق خدشات برقرار ہیں۔ رپورٹ کے مطابق صحافیوں کے خلاف درج ہونے والے تقریباً 60 فیصد واقعات میں ریاستی اداروں یا حکام کو مبینہ طور پر ذمہ دار ظاہر کیا گیا ہے۔ تاہم یہ الزامات ہیں، تمام معاملات میں حتمی طور پر ذمہ داری ثابت نہیں ہوئی۔ پاکستانی حکومت کا مؤقف ہے کہ وہ آزادیٔ صحافت کے تحفظ اور صحافیوں کو محفوظ ماحول فراہم کرنے کے لیے پرعزم ہے۔ وزیر اعظم شہباز شریف بھی صحافیوں کے خلاف جرائم کی روک تھام اور ان کے تحفظ کے لیے اقدامات کی یقین دہانی کرا چکے ہیں۔ اس کے باوجود انسانی حقوق کے کارکنوں کا کہنا ہے کہ قوانین کی موجودگی اور ان کے عملی نفاذ کے درمیان واضح فرق ہے۔ صحافیوں کے خلاف تشدد، دھمکیوں اور جبری گمشدگیوں کے واقعات پر مؤثر کارروائی نہ ہونے سے خوف اور خود ساختہ سنسر شپ کا ماحول پیدا ہو رہا ہے۔ پاکستان میں آزادیٔ صحافت کی صورتح